فقہی سیمینار نمبر

بفیض روحانی

جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری

علیہ الرحمۃ والرضوان

زیر سرپرستی

قاضی القضاۃ فی الہند جانشین حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا قادری

مدظلہ العالی والنورانی (سربراہ اعلیٰ جامعۃ الرضا)

پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت، ترجمانِ فکرِ رضا

ماہنامہ

جامعۃ الرضا

بریلی شریف

شعبان المعظم

۱۴۴۲ھ

خطبۂ صدارت

خطبہ

- سوالنامہ
- خطبۂ استقبالیہ
- خطبۂ صدارت
- تلخیص مقالات
- فیصلہ جات

منجانب:

اساتذہ کرام

مرکز الدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، ہند

زیر اہتمام

ای میل- jamiaturraza@gmail.com

ویب سائٹ- www.cisjamiturraza.ac.in

۸۲ سوداگران، بریلی شریف، یوپی-243003

اس ماہنامہ کو جامعۃ الرضا کے آئی ٹی سیل نے کمپوزنگ اور ڈیزائننگ کر کے شائع کیا

فہرست مشمولات

□□□□

قصیدۂ معراجیہ

از: حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کا ساماں عرب کے مہمان کیلئے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رَچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے اَنوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رُخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئنے تھے

نئی دُلھن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا، سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے قمر کے اِک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

نظر میں دُولھا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے من پہ آنچل تجلی ذات بحت سے تھے

خوشی کے بادل اُمنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

دُلھن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حُسن تزئیں وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آبِ رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حبابِ تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تار نگہ سے کوسوں قدم قدم فرش باولے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اتار کر ان کے رخ کا صدقہ وہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کا پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

تجلی حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا، ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کا اٹھارہواں سالانہ فقہی سیمینار

از: محمد شکیل، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مرکز اہل سنت بریلی شریف تیرہویں صدی کے نصف آخر سے ہی اہل سنت و جماعت کا محور و مرجع رہا ہے اور ملک کے طول و عرض سے عوام و خواص سبھی مسائل دینیہ و شرعیہ میں رہنمائی اور حل مشکلات کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے رہے ہیں، بحمدہ تعالیٰ اس وقت سے لیکر آج تک یہ سلسلہ زریں بدستور جاری ہے مولانا رضا علی خاں، رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خاں امام اہل سنت امام احمد رضا خاں، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خاں، مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خاں، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قدست اسرارھم یہ وہ عظیم المرتبت شخصیات ہیں جنہوں نے اپنے اپنے دور میں ملت بیضاء کو در پیش لاینحل مسائل کی گتھیاں سلجھا کر راہ حق کی رہنمائی کی ہے، آخر الذکر شخصیت نے اپنی عمر کے خاصے حصے میں تنہا ہی اس کار عظیم کو بحسن و خوبی انجام دیا مگر جب علالت دامن گیر ہوئی اور سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا تو آپ نے اس عظیم فریضے کی انجام دہی کے لئے ملت کا درد رکھتے ہوئے بعض احباب کی خواہش و گزارش پر اکابرین و علما کے باہمی مشورے سے ایک تنظیم بنام "شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف" مورخہ ۷، جمادی الآخرۃ، ۱۴۲۴ھ، مطابق ۸، اگست ۲۰۰۳ء کو تشکیل دی جس کی سر پرستی خود حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں علیہ الرحمہ نے فرمائی اور نظامت کے فرائض باتفاق اکابرین و علمائے کرام شہزادۂ والا تبار حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں دام ظلہ کے سپرد کئے گئے تا کہ اس کے ذریعے ملک و ملت کے مقتدر علما و مفتیان کرام مسائل لاینحل کا بحث و تمحیص کے بعد متفقہ طور پر حل پیش کر کے ملت کی رہنمائی کریں۔

تنظیم کے قیام کے بعد نو پید مسائل کا متفقہ حل تلاش کر کے امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے پہلا فقہی سیمینار مورخہ ۱۶، ۱۷، رجب المرجب ۱۴۲۵ھ، مطابق ۲، ۳، ستمبر ۲۰۰۴ء کو منعقد ہوا جس میں ملک کی عبقری شخصیات علما و مشائخ نے شرکت کی اور مکمل بحث و تمحیص کے بعد مسائل پیچاں کا حل پیش کیا اس کے بعد سے تا ہنوز ہر سال یہ فقہی سیمینار مرکز اہل سنت بریلی شریف کی عظیم دینی درس گاہ جامعۃ الرضا و ملک کے مختلف شہروں میں منعقد ہوتا رہا ہے مختلف موضوعات پر اب تک سترہ کامیاب فقہی سیمینار کا انعقاد کر کے یہ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف امت مسلمہ کی رہنمائی کر چکی ہے، گیارہ فقہی سیمینار کے مسائل اور ان کے جوابات بنام "فیصلہ جات شرعی کونسل آف انڈیا" زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں باقی سیمینار کے مسائل اور ان کے جوابات بھی بہت جلد طباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آنے والے ہیں۔

اٹھارہواں سالانہ فقہی سیمینار ایک بار پھر ملک کی مایہ ناز درس گاہ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے علامہ حسن رضا کانفرنس ہال میں مورخہ ۲۲، ۲۱، ۲۰، رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۷، ۶، ۵، مارچ ۲۰۲۱ء ممتاز الفقہاء حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی دام ظلہ کی سر پرستی اور قاضی القضاۃ فی الھند حضرت علامہ مفتی عسجد رضا قادری دام ظلہ کی صدارت میں انعقاد پذیر ہوا جس میں ملک کے مختلف مقامات سے مفتیان

عظام وعلمائے کرام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اس سیمینار کے موضوعات مندرجہ ذیل تھے

(۱) لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت اوراذن عام کے تحقق کا مسئلہ

(۲) حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

(۳) سابقہ سیمینار کے مابقیہ سوالات

پہلی نشست کا آغاز حضرت علامہ مفتی عسجد رضا قادری دام ظلہ کی صدارت اور حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی گھوسی کی نظامت میں مورخہ ۵ مارچ ۲۰۲۱ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب تلاوت قرآن کریم اور نعت رسول مقبول سے ہوا۔صدراجلاس نے ایک جامع اور وقیع خطبہ صدارت پیش فرمایا اور خطبہ استقبالیہ پیش کرنے کی ذمہ داری داماد شہزادہ تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی عاشق حسین صاحب نے نبھائی، پھر پہلے موضوع ”لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ و عیدین کی صحت اور اذن عام کے تحقق کا مسئلہ“ پر علماء و مفتیان کرام کے مابین بحث ومباحثہ ہوا، نصف شب میں مجلس نہایت کامیابی کے ساتھ انجام کو پہونچی۔

دوسری نشست کا آغاز بروز ہفتہ حضور ممتاز الفقہا کی صدارت اور حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب کی نظامت میں حسب دستور سابق تلاوت قرآن کریم و نعت رسول مقبول سے ہوا، بعدہ موضوع اول پر ہی بحث ومباحثہ ہوا اور باتفاق مندوبین کرام موضوع اول کے جمیع سوالات کا حل طے ہوا، دوپہر میں مجلس اختتام کو پہونچی۔

تیسری مجلس کا آغاز بروز ہفتہ ہی حضرت علامہ مفتی بہاء المصطفیٰ صاحب قادری کی صدارت اور حضرت مفتی اختر حسین علیمی صاحب کی نظامت میں بعد نماز مغرب حسب دستور سابق ہوا، اور موضوع دوم ”حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت“ پر علمائے کرام ومفتیان عظام نے بیش قیمتی گفتگو فرما کر اس موضوع کے تحت درج مسائل کا حل پیش فرمایا یہ مجلس بھی اپنی تمام تر کامیابیوں کے ساتھ انجام کو پہونچی۔

چوتھی نشست کا آغاز بروز اتوار صبح کے وقت حضرت علامہ مفتی شفیق احمد شریفی کی صدارت اور حضرت مولانا مفتی رفیق عالم صاحب کی نظامت میں ہوا اور اس نشست میں گزشتہ سیمیناروں میں جواب سے تشنہ رہ جانے والے سوالات پر مندوبین کرام کے مابین طویل بحث ومباحثہ ہوا اور بحمدہ تعالیٰ ان کا بھی حل حضرات مندوبین کرام نے پیش فرمایا اور دوپہر کے وقت یہ نشست بھی کامیابیوں سے ہمکنار ہوکر اختتام پذیر ہوئی۔

پانچویں اور آخری نشست کا آغاز حضرت سید گلزار میاں اسمٰعیلی واسطی مسولی شریف کی صدارت اور حضرت مفتی انور نظامی صاحب کی نظامت میں بروز اتوار بعد نماز مغرب ہوا جس میں طے شدہ جوابات کو سنایا گیا، مندوبین کرام نے تاثرات پیش کئے اور شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کو مفید مشوروں سے نوازا، بعدہ جانشین صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ امجدی اور جانشین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں قادری دام ظلہما کی دعاؤں پر صلاۃ و سلام کے ساتھ یہ اٹھارہواں سالانہ فقہی سیمینار کامیابیوں کے جملہ مراحل طے کر کے انجام پذیر ہوا۔

□□□

نظام الاوقات

۲۰؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۵؍مارچ ۲۰۲۱ء بروز جمعہ

نشست اوّل: بعد نماز مغرب تا 11:00 بجے شب

زیر صدارت: حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری صاحب قبلہ * زیر نظامت: حضرت مفتی محمد شمشاد احمد صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف (۳) خطبہ استقبالیہ (۴) خطبہ صدارت (۵) خطبہ تنقیح (۶) وقفہ چائے نوشی، 9.15 تا 9.30 شب

(۷) بحث و مباحثہ موضوع: **لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ و عیدین کی صحت اور "اذن عام" کے تحقق کا مسئلہ**

۲۱؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۶؍مارچ ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ

نشست دوم: صبح 8:00 بجے سے 1:30 بجے تک

زیر صدارت: محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب ☆ زیر نظامت: حضرت مفتی قاضی شہید عالم صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف

(۳) بحث و مباحثہ: موضوع: **لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ و عیدین کی صحت اور "اذن عام" کے تحقق کا مسئلہ**

(۴) وقفہ چائے نوشی 10.15 تا 10.30 صبح

نشست سوم: بعد نماز مغرب تا 11:00 بجے شب

زیر صدارت: حضرت علامہ مفتی محمد بہاء المصطفیٰ صاحب ☆ زیر نظامت: حضرت مفتی محمد اختر حسین علیمی صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف

(۳) بحث و مباحثہ: موضوع: **حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت**

(۴) وقفہ چائے نوشی، 9.15 تا 9.30 شب

۲۲؍رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۷؍مارچ ۲۰۲۱ء بروز اتوار

نشست چہارم: صبح 8:00 بجے سے 1:30 بجے تک

زیر صدارت: حضرت مفتی شفیق احمد شریفی صاحب ☆ زیر نظامت: حضرت مفتی رفیق عالم صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف

(۳) بحث و مباحثہ: موضوع: **حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت**

(۴) وقفہ چائے نوشی 10.15 تا 10.30 صبح

نشست پنجم: بعد نماز مغرب تا 10:30 بجے شب

زیر صدارت: فخر سیادت حضرت سید گلزار میاں صاحب ☆ زیر نظامت: حضرت مفتی انور نظامی صاحب

(۱) تلاوت کلام پاک (۲) نعت شریف

(۳) بحث و مباحثہ: موضوع: **سابقہ سیمینار کے مابقیہ سوالات**

(۴) فیصلے و تاثرات (۵) وقفہ چائے نوشی، 9.15 تا 9.30 شب

خطبۂ استقبالیہ

از: عاشق حسین کشمیری، جامعۃ الرضا، بریلی شریف

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

حضرات علمائے کرام ومفتیان عظام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کا دن ہمارے لئے مسرت وشادمانی کا دن ہے کیونکہ آج شہزادۂ صدر الشریعہ ممتاز الفقہا محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری رضوی امجدی دامت برکاتہم العالیہ وشہزادہ وجانشین تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی وقیادت میں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا فقہی سیمینار عالمی شہرت یافتہ مرکزی درسگاہ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کے علامہ حسن رضا کانفرنس ہال میں منعقد ہو رہا ہے، اس سیمینار میں آپ کی تشریف آوری پر ہم آپ کا تہ دل سے استقبال کرتے ہیں اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمیں ایک بار پھر خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

محترم حضرات! شرعی کونسل آف انڈیا آپ کو اپنی ذمہ داری اور فرائض منصبی کا احساس دلاتے ہوئے سال میں ایک مرتبہ زحمت دیتی ہے اور جدید ومختلف فیہ مسائل کی عقدہ کشائی اور انہیں متفقہ شکل وصورت دینے کے لئے، ارباب علم وتحقیق وصاحبان افتا کی مقدس ومتبرک جماعت کو یکجا اکٹھا کرتی ہے تا کہ ملت اسلامیہ کو انتشار وافتراق سے بچایا جاسکے۔

آپ سبھی حضرات جانتے ہیں کہ آج کورونا وائرس کی مہاماری اور لاک ڈاؤن کو ایک سال ہونے جا رہا ہے، اس ایک سال کے دوران بہت سارے مسائل جن میں نماز جمعہ و عیدین میں اذن عام کا مسئلہ، صفوں کے درمیان سماجی دوری کے ساتھ نماز پڑھنے کا مسئلہ اور منہ پر ماسک لگا کر نماز پڑھنے اور طواف کرنے کا مسئلہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں، نے جنم لے کر علمائے کرام کو اپنی طرف متوجہ کیا اور علمائے کرام نے اپنے اپنے فہم کے مطابق ان کا حل پیش کیا، اختلاف جوابات کی وجہ سے بہت سارے سیدھے سادے لوگ الجھن کا شکار ہو گئے، ان کی پریشانی دیکھ کر ان نو پید مسائل کا محتاط اور متفقہ شرعی حل پیش کرنے کے لئے شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف نے اپنے سالانہ سیمینار میں ان کو موضوع سخن بنانے کا فیصلہ کیا اور سوالنامے تیار کرا کے آپ حضرات کی بارگاہ میں ارسال کیا، آپ نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی سے ان کے جوابات پر مبنی مقالات قلمبند فرمائے۔

محترم حضرات! شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کی جانب سے جن عنوانات پر مشتمل سوالنامے آپ حضرات کی بارگاہ میں ارسال کیے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت اور اذن عام کے تحقق کا مسئلہ

(۲) حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

(۳) سابقہ سیمینار کے مابقیہ سوالات

آج کی محفل سعید وتقریب پُرتنویر میں ان کے مختلف گوشوں پر بحث وتمحیص اور غور وخوض کے بعد ان کا حل سامنے لانا ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ حسب روایات سابقہ، اس بار بھی آپ حضرات فقیہانہ انداز میں زیر غور مسائل کے جواز وعدم جواز کے متعلق اپنے افکار ونظریات کو

زیور دلائل و براہین سے آراستہ و مزین فرمائیں گے اور شرعی کونسل آف انڈیا کے جملہ ارکان پُر امید ہیں کہ آپ مندوبین کرام و مفتیان عظام مکمل غور و خوض اور بحث و تمحیص کے بعد ان اہم مسئلوں کا نکھرا و ستھرا حل پیش فرمائیں گے اور ایک بار پھر شرعی کونسل کے سر پر کامرانی و کامیابی کا تاج زریں رکھیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ رب جلیل کے حضور یہ دعا کریں کہ شرعی کونسل آف انڈیا کے زیر اہتمام آپ حضرات کے حل کردہ مسائل اور متفقہ فیصلوں کو امت محمدیہ قبول کرے اور اصلاح عمل کے لئے اختلاف و انتشار سے دور رہے۔

ہمیں آپ حضرات کی مشغولیات و مصروفیات کا بھرپور اندازہ و احساس ہے کہ آپ گوناگوں ذمہ داریوں میں گھرے ہونے کے باوجود شرعی کونسل کی طرف سے ارسال کردہ عنوانات و موضوعات پر مکمل انہماک و توجہ و عرق ریزی سے مقالے سپرد قرطاس کرتے ہیں اور قیمتی وقت نکال کر سفر کی کلفتوں و پریشانیوں کو جھیلتے ہوئے وقت مقررہ پر یہاں قدم رنجہ فرماتے ہیں اور زیر بحث مسائل پر کمال دیانت کے ساتھ تحقیق و تنقیح کے بعد متفقہ فیصلہ پر مجتمع ہوتے اور سیمینار کو کامرانی و کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں۔ فجزاکم اللہ خیر الجزاء!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک اہل سنت و جماعت جس کو پہچان کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے، پر ثابت قدم رکھے اور اپنی ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دینے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اخیر میں ہم پھر ایک بار مندوبین کرام کا ہماری دعوت قبول کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہیں اور تشریف آوری پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہیں، میزبانی کے فرائض انجام دینے میں کسی قسم کی کمی و تقصیر رہ جائے تو درگزر فرماتے ہوئے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں اور آئندہ کے لئے مفید مشوروں سے نوازیں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو دین و دنیا کی برکات سے ہمکنار فرمائے، آمین فقط

والسلام مع الاکرام

□□□

خطبۂ صدارت

از: جانشین تاج الشریعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ سیدنا محمد وآلہ الصفوۃ وصحبہ القدوۃ ومن حذا حذوھم ونحیٰ نحوھم فاتخذھم اسوۃ

معزز علمائے دین ومفتیان شرع متین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رب ذوالمنن کا بے پناہ شکر واحسان ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے اس حیات مستعار میں ہمیں پھرایک بار وہ فرحت بخش موقع میسر فرمایا جس میں آج ہم اور آپ شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کے زیر اہتمام مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف کے علامہ حسن رضا کانفرنس ہال میں سترہ کامیاب فقہی سیمیناروں کے بعد اٹھارہویں سالانہ فقہی سیمینار میں حاضر ہیں۔ یہ فقیر بے مایہ آپ حضرات کی تشریف آوری پر صمیم قلب سے آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہے اور ممنون و مشکور ہے اس بات پر کہ آپ حضرات نے اپنی گوناگوں مصروفیات ماضی قریب سے لیکر تادم تحریر عالمی بالخصوص ملکی قیامت خیز حالات کے باوجود فکر آخرت کرتے ہوئے امت مسلمہ کے درپیش مسائل کی گتھی سلجھانے کے لئے اپنی اہم ذمہ داری سمجھ کر شرعی کونسل آف انڈیا کی دعوت پر وقت نکالا اور سفر کی کلفتیں اور صعوبتیں برداشت کر کے شہر رضا میں قدم رنجہ فرمایا۔ رب کریم آپ کی عنایتوں کو دوام بخشے اور بار بار ایسے مسرت بخش مواقع نصیب فرمائے۔

سالہائے گزشتہ میں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے جملہ سیمیناروں میں بعنوان خطبہ صدارت حضور والد گرامی کے گراں قدر قلبی تأثرات و احساسات کو کلمات تبریک وتحسین وکلمات نصیحت کے طور پر بالواسطہ یا بلاواسطہ سناجاتا رہا۔ حضور والد گرامی کے وہ کلمات تبریک ونصیحت شرعی کونسل آف انڈیا کے قیام سے لے کر اس سیمینار تک ہر ایک سیمینار میں مشعل راہ کا کام کرتے رہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔

حضرات مفتیان کرام! اس اٹھارہویں فقہی سیمینار کے لئے آپ حضرات کی بارگاہ میں دو عنوانات پر مشتمل سوالنامے شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کی جانب سے ارسال کئے گئے اور تیسرے عنوان کے تحت گزشتہ سیمیناروں میں جو سوالات حل ہونے سے رہ گئے ان کو رکھا گیا ہے۔ موجودہ سیمینار کے سوالنامے "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" کے سچے ترجمان ہیں لاک ڈاؤن کے حالات میں حکومتی بندشوں نے عوام اہل سنت کے ساتھ علما وخواص کو بھی سخت آزمائش میں مبتلا کر دیا خصوصا مساجد میں حاضری سے جب روکا گیا تو عبادات کی صحت و عدم صحت سے متعلق مسائل پیچاں رونما ہوئے، جمعہ وعیدین کی شرط صحت کا مسئلہ درپیش ہوا، مساجد اور نمازیوں کو سینیٹائز کرنے، حالت نماز میں ماسک پہننے، دوران جماعت نمازیوں کے مابین فاصلہ چھوڑنے وغیرہ متعدد مسائل کا حل تلاش کرنا علما کی اہم ذمہ داریوں میں رہا، عوام نے حکم شرع جاننے اور ادائیگی کی سبیل تلاشنے کے لئے علما کرام کی طرف رجوع کیا مگر افسوس جن حالات میں عوام اہل سنت کو شریعت کی روشنی میں کوئی متفق علیہ حل مہیا کرایا جاتا ہر خورد وکلاں ان مسائل کو اپنی فہم کے کمال پر کامل وثوق کرتے ہوئے حل کر کے اپنے پیش کردہ

حل کو ہی عین موافق شرع بتانے پر زور دینے لگا، نتیجہ میں عوام خلجان میں مبتلا ہو گئے، اراکین شرعی کونسل آف انڈیا نے دوران لاک ڈاؤن پیش آنے والے ان اہم مسائل کو اس سال کے سیمینار کے عناوین مقرر کر کے امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کی طرف بروقت قدم اٹھایا ہے اس کے لئے اراکین شرعی کونسل آف انڈیا بھی قابل صد مبارک باد ہیں

ہر عنوان پر تلخیص مقالات سے عیاں ہے کہ بعض حضرات نے دونوں عنوان پر اور بعض حضرات نے ایک عنوان سے متعلق جوابات پر مشتمل اپنی نگارشات ارسال فرمائیں۔ جہاں پیشگی نگارشات ارسال فرمانے والے اصحاب فکر وقلم اس سیمینار میں شرکت فرما رہے ہیں، وہیں کچھ ایسی اہم اور مؤقر شخصیات بھی جلوہ فرما ہو کر ہمارے فکر و قلوب کو جلا بخش رہی ہیں جن کی تحقیقات کے بیش بہا جواہر ہمارے لئے قول فیصل کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہم صمیم قلب سے سبھی حضرات کی نوازشات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ رب کریم ان حضرات کے مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور خزینۂ غیب سے اجر جزیل عطا فرمائے۔

گزشتہ سیمیناروں میں ہم اور آپ دیکھتے آئے ہیں کہ مقالات میں اختلاف آراء نمایاں رہتا ہے جس سے ابتداءً یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید کسی ایک حتمی رائے پر سب کا اتفاق نہ ہو پائے مگر بیشتر مسائل میں یہی ہوا کہ بحث وتمحیص کے بعد ایک رائے پر بڑی نیک دلی کے ساتھ حضرات مندوبین کرام کا اتفاق ہو گیا جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہمارے علمائے کرام کا مطمح نظر یہ نہیں ہوتا کہ حق ہمارے ہی ساتھ ہے اور ہم نے جو لکھ دیا یا جو کہہ دیا وہی تسلیم کیا جائے، بلکہ ان کا نیک مقصد یہ رہتا ہے کہ دلائل کی روشنی میں جو صائب الرائے ہے حق اسی کے ساتھ ہے اور اسی کو قبول کیا جائے چاہے پہلے سے ہماری رائے اور فکر جو رہی ہو۔ رب کریم ہم سب کا سینہ جستجوئے حق اور قبول حق کے لئے بدستور کشادہ ہی رکھے اور مزید خوبی عطا فرمائے۔ آمین!

اس اٹھارہویں فقہی سیمینار کے لئے جن عنوانات پر مشتمل سوالنامے آپ حضرات کی بارگاہ میں ارسال کئے گئے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)　لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت اور اذن عام کے تحقق کا مسئلہ

(۲)　حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

(۳)　سابقہ سیمینار کے مابقیہ سوالات

شرعی کونسل آف انڈیا کے سابقہ سیمیناروں کی شان رہی ہے کہ مسائل کا حل پیش کر کے امت مسلمہ کو لائحہ عمل دیا گیا ہے۔ لہٰذا مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ آپ حضرات بفیض اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان سابقہ مسائل ہی کی طرح اپنے فکر وتدبر پر مزید اضافے کے ساتھ امت مسلمہ کے اقتصادی، معاشی اور معاشرتی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اصول شرع کی روشنی میں اپنے اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے ان مسائل کے جوابات پر نہایت ہی نیک نیتی سے رائے قائم کریں گے اور شرعی کونسل آف انڈیا کے سر کامیابی کا سہرا باندھیں گے۔

میں ایک بار پھر شرعی کونسل آف انڈیا کے اس اٹھارہویں فقہی سیمینار میں آپ حضرات کی تشریف آوری پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی دعا جو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے صدقے میں آپ حضرات کو کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

□□□

سوالنامہ: لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت اور اذن عام کے تحقق کا مسئلہ

از: شمشاد احمد مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

پہلے زمانے میں ہیضہ، طاعون اور چیچک جیسے وبائی امراض کی دہشت لوگوں کے دلوں پر بیٹھی رہتی، جس علاقے اور جس خطے میں یہ وبائی امراض رونما ہوجاتے، دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں ہزاروں انسان لقمۂ اجل بن جاتے، مگر ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء میں چین کے شہر ووہان میں ایک ایسے وائرس کا انکشاف ہوا جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا، بڑی بڑی حکومتیں اس کے سامنے بے بس نظر آئیں، کئی لاکھ انسان مر گئے اور کروڑوں انسان اس سے متاثر ہوئے، عالمی ادارۂ صحت نے اس وائرس کو (Covid-19) کا نام دیا، جسے عرف عام میں کورونا وائرس کہا جاتا ہے۔ ۲۵ جنوری ۲۰۲۰ء کو چین کے ۱۳ شہروں میں ایمرجنسی لگا دی گئی، اور چند ہی ہفتوں میں یہ وائرس یورپ سمیت دنیا کے بیشتر مما لک میں پھیل گیا، دنیا کی حکومتیں اس وائرس سے بچاؤ کی تدبیروں میں جٹ گئیں اور سوائے لاک ڈاؤن اور سماجی دوری کے بچاؤ کی کوئی تدبیر نظر نہ آئی، اس لئے دنیا کی بیشتر حکومتوں نے لاک ڈاؤن کا فارمولہ اختیار کیا، جس سے دنیا کا سارا نظام ٹھپ ہوکر رہ گیا۔

۲۷ جنوری ۲۰۲۰ء کو کیرالا کے تھریسر (thrissur) شہر میں ایک ۲۰ سالہ لڑکی اس وائرس کی زد میں آئی اور یہ ہندوستان میں کورونا کا پہلا کیس تھا۔ اس کے بعد ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں جیسے دہلی، ممبئی، چنئی، پنجاب وغیرہ میں کئی کیس سامنے آئے قبل اسکے کہ حکومت کچھ کر پاتی یہ وائرس تیزی کے ساتھ پورے ملک میں پھیل گیا، چونکہ اس سے پہلے اٹلی، ایران، امریکہ، برطانیہ، اور چین میں ہزاروں انسان ہلاک ہو چکے تھے، اس وائرس سے بچنے کے لیے نہ کوئی دوا تھی نہ کوئی ٹیکہ۔ اس لیے دنیا کی حکومتوں نے وائرس کو روکنے کی خاطر ایک انسان کو دوسرے انسان سے دور رکھنے کے لیے لاک ڈاؤن کا فارمولہ وضع کیا اور اس کا سختی سے نفاذ کیا گیا، لاک ڈاؤن کا اصل مقصد تو یہی تھا کہ ایک انسان کو دوسرے کے ساتھ اختلاط سے روکا جائے تا کہ وائرس کا پھیلاؤ کم سے کم رہے اسی کے پیش نظر دنیا کی حکومتوں نے فلائٹوں اور ٹرینوں کی آمد و رفت، تجارت گاہوں اور عبادت گاہوں پر بھی پابندی عائد کر دی، ہندوستان میں عبادت گاہوں پر اگر چہ مکمل طور پر پابندی عائد نہ کی گئی، گنتی کے چند لوگوں کے ساتھ مسجدوں میں نماز قائم کرنے کی اجازت دی گئی مگر اس میں بھی چند ایسی پابندیاں نافذ کی گئیں جن سے جمعہ وعیدین کی اقامت، اذن عام کے تحقق اور صفوں کے اتصال سے متعلق چند مسائل پیدا ہو گئے، عوام نے علما سے ان کا شرعی حل جاننا چاہا تو علمانے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق جواب دیا مگر جواب مختلف ہونے کے سبب امت میں اور انتشار پیدا ہو گیا اور نمازوں کی صحت وعدم صحت سے متعلق بحثوں کا ایک لا متناہی سلسلہ جاری ہو گیا، اس لئے ضروری ہوا کہ شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے سیمینار میں ان مسائل پر کھل کر بحث ہو جائے اور ایک متفقہ فیصلہ قوم کے سامنے آ جائے، ہندوستان میں لاک ڈاؤن کے زمانے میں کورونا وائرس سے بچنے کے لیے پورے ملک میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دیا گیا، پھر ۲۲ مارچ ۲۰۲۰ء کو ایک دن کے لئے جنتا کرفیو نافذ کیا گیا، اور ۲۴ مارچ ۲۰۲۰ء تا ۱۴ اپریل ۲۰۲۰ء مکمل لاک ڈاؤن کے پہلے مرحلے کا اعلان ہوا، پانچ آدمیوں کے ساتھ نماز و

جماعت کی اجازت دی گئی مگر کہیں کہیں مسجدوں میں زیادہ نمازی ہونے کے سبب پولیس نے نمازیوں پر سختی کی اور کہیں کہیں ڈنڈا بھی برسایا، اور بعض جگہوں پر مسجدوں میں تالے بھی ڈال دیے گئے اور کچھ علاقوں میں نمازیوں کی گرفتاری کی خبریں بھی آئیں چونکہ جمعہ کی نمازوں میں بکثرت نمازی ہوتے ہیں اور عام نمازیوں کو روکنا بھی ایک مشکل کام ہے اس لیے بعض مسجدوں میں گنتی کے چند نمازیوں کو مسجد کے اندر لے کر عام نمازیوں کو روکنے کے لیے مسجدوں کے دروازے اندر سے بند کر دیے گئے چوں کہ جمعہ کی صحت کے لئے اذن عام شرط ہے اور اذن عام کا معنی یہ ہے کہ ان تمام لوگوں کو جن کا جمعہ صحیح ہوتا ہے بوقت جمعہ مسجد میں آنے سے نہ روکا جائے اس لیے یہ مسئلہ کھڑا ہوا کہ چند نمازیوں کے سوا عام نمازیوں کو جو روکا جا رہا ہے چاہے دروازۂ مسجد بند کر کے یا اعلان عام کے ذریعہ یا آدمیوں کو کھڑا کر کے تو اس صورت میں ''اذن عام'' باقی رہے گا یا ختم ہو جائے گا، جمعہ کی نماز صحیح ہوگی یا صحیح نہ ہوگی؟

اس موقع پر عام علمائے کرام اور مفتیان عظام نے یہی مسئلہ بتایا کہ جن چند لوگوں کو جمعہ پڑھنے کی اجازت مل رہی ہے وہ جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھیں اور وقت جمعہ مسجد کا دروازہ کھلا رکھیں یا کم از کم اندر سے کنڈی نہ لگائیں، مقیمین جمعہ وقت جمعہ کسی کو منع نہ کریں تو اس صورت میں جمعہ صحیح ہو جائے گا، پولس یا حکام کا روکنا مانع اذن عام نہیں۔ کیوں کہ جمعہ قائم کرنے والے کم از کم چار افراد ہوں ایک امام اور تین مقتدی اور ان کی طرف سے اذن عام ہو تو جمعہ صحیح ہو جائے گا اور باقی افراد جن کو حکام کی طرف سے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں ملی وہ معذور ہیں ان سے جمعہ و جماعت ساقط ہے، نماز جمعہ کے بعد وہ اپنے اپنے گھروں میں تنہا تنہا ظہر پڑھ لیں۔ حتی کہ مبارکپور سے بھی یہی فتویٰ دیا گیا چنانچہ وہاں کے مفتی صاحب ۲۵ مارچ ۲۰۲۰ء کو اپنے جاری کردہ فتویٰ میں رقم طراز ہیں ''اس صورت میں جتنے لوگوں کو جمعہ اور جماعت میں شرکت کی اجازت ہو اتنے لوگ جمعہ اور جماعت قائم کر کے مساجد آباد رکھیں، اذانیں بھی پابندی سے جاری رکھیں، خطبہ اور نماز جمعہ کے وقت مسجدوں کے دروازے کھلے رہیں یا کم از کم اندر سے کنڈی نہ لگائیں کہ مقیمین جمعہ کی طرف سے اذن عام حاصل رہے، باقی لوگ اپنے اپنے گھروں میں جمعہ کے بدلے ظہر تنہا تنہا پڑھیں''۔

یہاں تک سب کچھ ٹھیک ٹھاک رہا چوں کہ سارے مفتیوں نے ایک جیسا جواب دیا مگر چار ہی دن بعد انہیں مفتی صاحب نے ۳۰ مارچ ۲۰۲۰ء والے فتوے میں پہلے فتویٰ کے برخلاف یہ تحریر فرما دیا کہ ''اگر یہ محسوس کریں کہ دروازہ بند رکھنا چاہئے ورنہ دقت آسکتی ہے تو دفع ضرر کے مقصد سے دروازہ بند رکھ سکتے ہیں جیسا کہ دفع فتنہ وضرر کے لیے بند رکھنے کی اجازت ہے''۔

دروازۂ مسجد بند کر کے صحت جمعہ کی اجازت والے فتوے نے پورے ملک بلکہ پوری دنیا میں ایک نئے اختلاف کو جنم دے دیا چونکہ معاملہ نماز جیسی اہم عبادت کی صحت وعدم صحت سے متعلق تھا اس لیے ضروری ہوا کہ اس مسئلے سے متعلق سنجیدگی کے ساتھ غور وفکر کیا جائے اور فقہائے احناف کے اصولوں اور ارشادات کی روشنی میں قوم کی صحیح رہنمائی کی جائے چنانچہ حضور محدث کبیر کے حکم سے فقیر راقم الحروف نے بھی ایک فتویٰ مرتب کیا جس کا خلاصہ یہ ہے ''ہم مسلمانوں کو حکومت کے انتظامی احکام کو عمل میں لانا ضروری ہے، مخالفت کر کے اپنی عزت کو خطرے میں نہ ڈالیں اور نمازوں کے سلسلے میں خود کو اتنا ہی مکلف سمجھیں جتنا آپ کی وسعت میں ہے، ارشاد رب جلیل ہے'' **لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا**'' اس لیے اہل شہر میں سے جن پر حکومتی عملہ کا خوف غالب ہو

ان پر جمعہ فرض نہیں درمختار میں ہے ''وشرط لا فتراضھا تسعۃ تختص بھا'' انہیں میں سے ایک شرط یہ بھی ذکر کی گئی ''وعدم خوف'' علامہ شامی اس کے تحت فرماتے ہیں'' ای من سلطان الخ۔'' یعنی سلطان کا خوف نہ ہو۔ اگر حاکم کا خوف ہوتو جمعہ ہی فرض نہیں ایسے لوگ بجائے جمعہ کے اپنے گھروں میں تنہا تنہا نماز ظہر ادا کریں اور باقی گنے چنے لوگ جتنی تعداد حکام طے کر دیں مسجد میں باجماعت جمعہ ادا کریں، ان کا جمعہ صحیح ہو جائے گا جبکہ مقیمان جمعہ وقت جمعہ مسجد کا دروازہ کھلا رکھیں یا کم از کم اندر سے کنڈی نہ لگائیں اور نہ ہی مسجد میں آنے سے کسی کو روکیں، نہ روکنے پر کسی کو مامور کریں۔ ایسی صورت میں اگر پولیس کی طرف سے رکاوٹ آئے تو یہ اذن عام کے منافی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

اس فتوے کی تائید و تصدیق حضور محدث کبیر نے ان الفاظ میں فرمائی'' اس فتویٰ سے پہلے ایک فتویٰ نظر سے گزرا جس میں اذن عام کے منافی عمل کو بھی اذن عام مان لیا گیا اور مسجد کا دروازہ بند کر کے نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت دی گئی جو خلاف شرع ہے، جس سے پرہیز لازم ہے میں حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی صاحب کے فتویٰ کی تصدیق کرتا ہوں اور اسی پر مسلمانوں کو عمل کی تاکید کرتا ہوں۔ فھٰذا الجواب صحیح وھو تعالیٰ اعلم

اذن عام کی شرط کی حیثیت:

صحت جمعہ کے لئے اذن عام کی شرط کوئی معمولی شرط نہیں جس کو نظر انداز کر کے جواز کا فتویٰ دے دیا جائے اس شرط کو عام متون میں جو کہ نقل مذہب کے لیے وضع کے گئے ہیں قائم رکھا گیا ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں'' **قلت و عدم الذکر لیس ذکر العدم ولا ریب فی العمل بروية النوادر فیما لم تخالف ظاھر الروایۃ فلذا جزمت بہ المتون مع وضعھا لنقل المذھب**'' (جدالممتار ج:۲ ص:۴۰۰) بلکہ خود علامہ شامی نے اسکا اعتراف کیا اور فرمایا'' **و مشیٔ علیہ فی الکنز و الوقایۃ و النقایۃ و الملتقیٰ و کثیر من المعتبرات**''۔ شاید اسی لئے چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس میں کسی فقیہ نے دروازۂ مسجد بند کر کے صحت جمعہ کی اجازت دی ہو۔ اور جن مفتیوں نے کورونا وائرس سے بچنے کی غرض سے دروازۂ مسجد بند کر کے صحت جمعہ کی اجازت دی انہوں نے بھی کوئی جزئیہ پیش نہیں کیا بلکہ دروازۂ قلعہ بند کرنے کی صورت میں صحت جمعہ کی اجازت والا جزئیہ پیش کیا؛ ان کے استدلال کا ماحصل درجہ ذیل ہے:

''اذن عام کا مطلب یہ ہے کہ ہر نمازی کو مسجد میں آنے کی اجازت؛ حالانکہ عورتوں کو اندیشۂ فتنہ کی وجہ سے اور موذی کو اندیشۂ ایذا کی وجہ سے مسجد آنے کی ممانعت ہے تو جیسے اندیشۂ فتنہ کی وجہ سے عورتوں کو اور اندیشۂ ایذا کی وجہ سے موذی کو ممانعت ''اذن عام'' پر اثر انداز نہیں اور جمعہ صحیح ہوتا ہے ویسے ہی وائرس کے اندیشہ وضرر کی وجہ سے عام انسانی برادری کو قرب و اختلاط سے ممانعت بھی ''اذن عام'' پر اثر انداز نہ ہوگی اور جمعہ صحیح ہوگا۔ درمختار میں ہے:۔

فلا یضر غلق باب القلعۃ لعدو او لعادۃ قدیمۃ؛ لأن الاذن العام مقرر لاھلہ، و غلقہ لمنع العدو لا المصلی، نعم لو لم یغلق لکان احسن کما فی مجمع الانھر معزیا لشرح عیون المذاھب۔ ا ھ۔

(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار۔ ج:۱ص:۶۰۱۔ باب الجمعہ)

ترجمہ:۔ کسی دشمن کی وجہ سے یا قدیم تعامل کی وجہ سے قلعہ کا گیٹ بند کر دینا اذن عام میں مضر نہیں ہے اسلئے کہ اذن عام اہل شہر کے لیے ثابت ہے اور گیٹ بند کرنا دشمن کو روکنے لئے ہے، ہاں اگر گیٹ بند نہ کیا جائے تو اچھا ہوگا جیسا کہ مجمع الانھر میں شرح عیون المذاہب کے حوالے سے ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

’’لا یضر اغلاقه لمنع عدو أو لعادة کمامر، ط‘‘

دشمن کو روکنے کے لئے یا قدیم تعامل کی وجہ سے حاکم کا قلعہ کا گیٹ بند کرانا اذن عام میں خلل انداز نہیں ۔ طحطاوی۔(ردالمحتار ج:۱ص:۶۰۱، باب الجمعہ)

مختصر یہ کہ ممانعت کی بنیاد نماز و جماعت نماز ہو تو یہ اذن عام کے منافی ہوگی اور اگر اس کی بنیاد فتنے کا اندیشہ یا دشمن سے ضرر کا اندیشہ ہو تو وہ اذن عام کے منافی نہ ہوگی، لہٰذا جمعہ صحیح ہوگا۔

اور موجودہ حالات میں لاک ڈاؤن یا سماجی دوری کی بنیاد اندیشۂ ضرر ہے نماز و جماعت نماز نہیں ہے، لہٰذا باب مسجد بند ہونے کی صورت میں بھی نماز جمعہ صحیح و درست ہوگی، ہاں دروازہ کھولا رہے تو اچھا ہے۔ انتھیٰ لفظہ

اس مقام پر اذن عام کی بحث زیادہ اہم ہے اور یہ بھی کی اذن عام کب باقی رہے گا اور کب ختم ہو جائے گا۔

کتب فقہ میں یہ بات مصرح ہے کہ دروازۂ مسجد بند کرنا منافی اذن عام ہے، کہیں کسی فقیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ دروازۂ مسجد بند ہونے کی صورت میں بھی اذن عام باقی رہے گا۔ موذی کو ایذا کے سبب اور عورتوں کو فتنہ کے سبب ضرور روکا گیا مگر اسکے لئے بھی دروازۂ مسجد بند نہیں کیا گیا کیوں کہ دروازہ بند کرنا سب نمازیوں کے حق میں مانع دخول مسجد ہوگا تو کورونا وائرس کے سبب دروازۂ مسجد بند ہونے کے باوجود اذن عام ماننا فقہی روش کے خلاف ہے۔فتاویٰ رضویہ میں ہے:

’’اذن عام کہ صحت جمعہ کے لیے شرط ہے اس کے یہ معنی کہ جمعہ قائم کرنے والوں کی طرف سے اس شہر کے تمام اہل جمعہ کے لئے وقت جمعہ حاضری جمعہ کی اجازت عام ہو‘‘ (ج۔۳ص۲۶)

درالمختار میں ہے:

’’**الاذن العام وهو ان یفتح ابواب الجامع ویؤذن للناس حتی لو اجتمعت جماعة فی الجامع و اغلقو الابواب و جمعوا لم یجز**‘‘۔(درمختار جلد ۳ ص۲۶)

ردالمحتار میں ہے:

”**الاذن العام ای ان یاذن للناس اذنا عاما بان لا یمنع احدا ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذی تصلی فیه**‘‘(ج:۳ص:۲۵)

یہ عبارت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ دروازۂ مسجد بند ہونے کی صورت میں اذن عام باقی نہ رہیگا تبیین الحقائق میں ہے۔’’**من شرط ادائها ان یأذن الامام للناس اذنا عاما حتی لو غلق باب قصره وصلی باصحابه لم یجز۔۔۔ و ان فتح باب قصره و اذن للناس بالدخول فیه یجوز**‘‘(ج ۱۔ص ۵۳۵)

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہوا کہ صرف دروازۂ مسجد ہی نہیں بلکہ ہر محل نماز میں حتی کہ قصر شاہی میں بھی اذن عام کے لیے دروازہ کھلا ہونا صحت جمعہ کے لیے شرط ہے او رصرف دروازہ کھلا ہونا کافی نہیں ہر ایسی رکاوٹ جس سے عام لوگ اس موضع نماز میں نہ داخل ہو سکیں اسکا منتفی ہونا ضروری ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت نے محیط سے نقل کرتے ہوئے فرمایا’’**ان اجلس البوابین علیها لیمنعوا عن الدخول لم تجزهم الجمعة**“۔

(فتاویٰ رضویہ ج:۳ص:۶۷۸)

اور ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا ’’جمعہ کی ایک شرط اذن عام ہے، جیل میں کوئی نہیں جا سکتا تو اس میں نماز جمعہ ناممکن و باطل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج: ۳،ص:۷۲۴)

یہ بھی واضح رہے کہ اذن عام مقیمین جمعہ کی طرف سے ہونا چاہئے۔درمختار میں ہے:

”السادس۔ الاذن العام من الامام و ھو یحصل بفتح ابواب الجامع للواردین “ (درمختار جلد ۳ ص ۲۵)

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے:

”فالمراد الاذن من مقیمھا لما فی البر جندی من انہ لو اغلق جماعۃ باب الجامع و صلوا فیہ الجمعۃ لا یجوز “ (ردالمحتار جلد: ۳ ص: ۲۵)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ مقیمین جمعہ کی طرف سے دروازۂ مسجد بند کرنا یا کسی طور پر موضع نماز میں داخل ہونے سے روکنا مانع اذن عام ہوگا۔ یہ بھی واضح رہے کہ مطلق منع ”اذن عام کے منافی نہیں“ وہ منع اذن عام کے منافی ہے جو ”منع عن الصلوٰۃ“ ہو یعنی علت منع نفس نماز ہو یا اسکا لازم غیر منفک اس منع مخصوص کے سوا کوئی اور منع اذن عام میں مضر نہیں مجمع الانھر، درمختار میں ہے:

”فلایضر غلق باب القلعۃ لعدو او لعادۃ قدیمۃ لان الاذن العام مقرر لاھلہ و غلقہ لمنع العدو لا للمصلی “ (مجمع الانھر ج: ا ص: ۱۶۶، درمختار ج: ۳ ص: ۲۵)

فتح المعین میں ہے:

”یشر الیٰ ان الجمعۃ بالقلعۃ صحیحۃ و ان غلق بابھا لان الاذن العام مقرر لاھلھا و غلقہ لمنع عدو او عادۃ قدیمۃ لا للمصلی “ (ج: ا ص: ۳۱۶)

طحطاوی علی الدر میں ہے:

”فلایضر منع نحو النساء لخوف الفتنۃ“

(ج: ا ص: ۳۴۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جد المتار میں فرماتے ہیں:

”ان المضر انما ھو المنع عن الصلوٰۃ و معناہ ان تکون علۃ المنع ھی الصلوٰۃ نفسھا او لازمھا الغیر المنفک عنھا کالمنع کراھۃ الازدحام و المنع للفتنۃ لیس کذالک فکان کمنع الموذی من دخول المساجد کما تقدم شرحا فان حقیقۃ المنع عن الایذاء لا عن ذکر اللہ تعالیٰ فی المساجد“

(ج: ۲ ص: ۵۱۸۔۵۱۹)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: وہ شخص فی الواقع شریر و مفسد و موذی ہے کہ اس کے آنے سے اندیشۂ فتنہ ہے جب تو ایسی ممانعت بھی مانع صحت جمعہ نہ ہوگی کہ قادح اذن عام نماز سے روکنا ہے۔ (ج: ۳ ص: ۶۷۹،)

ان عبارات سے بعض محققین نے استدلال فرمایا کہ جس طرح خوف فتنہ کے سبب عورتوں کو روکنا، ایذا کے سبب موذی کو روکنا، اور دشمن کے خوف سے دروازۂ قلعہ بند کرنا اذن عام کے منافی نہیں اور جمعہ صحیح ہے اسی طرح کورونا وائرس کے سبب دروازۂ مسجد بند کرنا اذن عام کے منافی نہیں، جمہور علما نے اس استدلال کو رد فرما دیا اور دروازۂ مسجد بند کرنے کو اذن عام کے منافی مانا، اسکی چند وجہیں ہیں۔

اولا: اس جزئیہ میں دروازۂ قلعہ بند کرنے کا ذکر ہے دروازۂ مسجد نہیں، دروازۂ قلعہ بند کرنا مسجد یا موضع نماز میں نمازیوں کو داخل ہونے سے مانع نہیں جبکہ دروازۂ مسجد بند کرنا مسجد میں داخل ہونے سے مانع ہے، کیونکہ قلعہ اگرچہ خود مستقلا شہر نہیں مگر ایک بہت بڑے علاقے پر مشتمل ہوتا ہے، اس میں کثیر آبادی ہوتی ہے، متعدد کوچے و بازار ہوتے ہیں، گولہ بارود کی فیکٹریاں ہوتی ہیں، وزیروں، فوجیوں، لونڈیوں، غلاموں وغیرھم کے رہنے کے مکانات ہوتے ہیں، گھوڑں کے لئے اصطبل ہوتے ہیں، اور بہت سے مسلم بادشاہوں کے قلعہ میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی محل نماز یا مسجد بھی ہوتی تھی، تو دروازۂ قلعہ بند کرنا مانع دخول مسجد نہیں۔

ثانیا: دروازۂ قلعہ بند کرنے سے اذن عام رہے گا اور قلعہ والوں کا جمعہ صحیح ہوگا یہ مسئلہ خود متفق علیہ نہیں، تو اسے نظیر میں پیش کرنا درست نہیں اس مقام پر فقہائے کرام کے تین

موقف ہیں پہلا موقف جو عبارت کے ظاہر منطوق سے واضح ہے وہ یہ ہے کہ اذن عام قلعہ والوں کے لیے مقرر ہے۔

اسی لئے علامہ شامی نے ان فقہائے کرام کی ترجمانی کرتے ہوئے ''**الأذن العام مقرر لاهله**''میں اھلہ کی ضمیر مجرور کا مرجع قلعہ کو قرار دیا ہے اور اسے ''حصن'' کی تاویل میں لیا ہے تاکہ ضمیر اور مرجع میں مطابقت رہے جب اذن عام قلعہ والوں کے لئے مقرر ہے تو محل نماز یا مسجد میں تمام اہل قلعہ داخل ہو سکتے ہیں قلعہ کا دروازہ بند کرنا ان کے لئے دخول عن موضع الصلوٰۃ سے مانع نہیں جب کہ مسجد کا دروازہ بند کرنا عام نمازیوں کو مسجد میں جانے سے مانع ہے۔

دوسرا موقف جسکے قائلین میں خود علامہ شامی بھی شامل ہیں وہ یہ ہے کہ صرف اہل قلعہ کے لیے اذن عام کافی نہیں شہر کے تمام افراد کے لیے اذن عام شرط ہے اس لئے فرمایا ''**الاحسن عود الضمير الى المصر المفهوم من المقام لانه لا يكفى الاذن لاهل القلعة فقط بل الشرط الاذن للجماعات كلها كما مر عن البدائع**'' (ردالمحتار ج:۳ص:۲۵) اور قلعہ کا دروازہ بند کرنے میں باہر والوں کے لیے منع لازم آتا تو یہ توجیہ فرمائی'' **ان الأذن ھٰهنا موجود قبل غلق الباب لكل من اراد الصلوٰة والذى يضر انما هو منع المصلين لا منع العدو**''

(ردالمختار جلد ۳ ص ۲۶)

چونکہ اذن عام کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو رہا ہے اندر باہر والے تمام نمازی جو جمعہ میں شریک ہونا چاہتے ہو جاتے اس لیے وقت جمعہ دروازۂ قلعہ بند کرنا ان فقہاء کے نزدیک مانع اذن عام قرار نہ پایا۔

لہٰذا یہاں قلعہ کا دروازہ بند کرنا نمازیوں کو روکنے کے لیے نہ ہوا بلکہ دشمن کو روکنے کے لیے ہوا اور مضر نمازیوں کو روکنا ہے نہ کہ دشمن کو روکنا جبکہ چند نمازیوں کو مسجد میں لے کر مسجد کا دروازہ بند کرنا عام نمازیوں کو روکنے کا باعث ہوگا اور کتب فقہ میں صراحت ہے کہ جنکا جمعہ صحیح ہوتا ہے ان میں سے کسی ایک فرد کو بھی روکنا مانع اذن عام ہے۔جن فقہاء کے نزدیک اذن عام اہل قلعہ کے لئے مقرر ہے ان فقہاء کے نزدیک قلعہ کا دروازہ بند کرنا اذن عام کے منافی نہیں کہ جن افراد کے لئے اذن عام مقرر ہے ان میں سے کسی کو روکنا نہیں پایا گیا اور علامہ شامی وغیرہ فقہا کے نزدیک بھی جمعہ صحیح ہو گیا کہ باہر والے بھی تمام نمازی درواز بند ہونے سے پہلے آ گئے اور اذن عام کا مقصد پورا ہو گیا اور دشمن سے حفاظت بھی ہو گئی جبکہ مسجد کا دروازہ بند کرنا عام نمازیوں کو روکنے کا سبب ہے لھٰذا باب قلعہ پر باب مسجد کا قیاس قیاس مع الفارق ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے شرح عیون المذاہب، مجمع الانھر، درمختار، اور فتح المعین کے حوالے سے جو عبارت نقل فرمائی یعنی'' **الجمعة بالقلعة صحيحة و ان غلق بابها لان الاذن العام مقرر لاهلها**''(فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۶۷۹) اسے برقرار رکھا بلکہ اس سے استدلال بھی فرمایا جس سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی جمعہ صحیح ہے مگر اپنے دوسرے فتاویٰ میں اعلیٰ حضرت نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسے بھی اس عبارت کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے پھر اعلیٰ حضرت کے موقف کا تعین کیا جائے۔

تیسرا موقف: چونکہ وقت جمعہ میں اذن عام شرط ہے جمعہ سے پہلے قلعہ کا دروازہ کھلا ہونا صحت جمعہ کے لیے کافی نہیں اسی وجہ سے بہت سے فقہائے کرام جیسے شیخ اسمٰعیل، علامہ عبد البر بن الشحنہ صاحب نہج النجاۃ وغیرہ نے قلعہ کے دروازہ بند رکھنے اور نمازیوں کے لیے دخول کی عام اجازت نہ ہونے پر عدم صحت جمعہ کے قول کو قول ظاہر قرار دیا۔

تیسرا موقف مجوزین کے لیے دلیل نہیں بن سکتا کہ یہ انکے موقف کے سراسر خلاف ہے اور پہلا اور دوسرا موقف

بھی مجوزین کے لیے مفید نہیں کہ یہاں جو صورت حال ہے وہ دراز ۂ مسجد بند کرنے میں متحقق نہیں۔

ثالثا:۔ مسئلہ دائرہ میں عام نمازیوں کو کورونا وائرس کے سبب مسجد میں آنے سے روکنا موذی کو ایذا کے سبب اور عورتوں کو فتنہ کے سبب روکنے جیسا نہیں کیونکہ عورتوں کے فتنہ اور موذی کے ایذا کے تعلق سے جو فساد ہے وہ موجود یا مظنون بہ ظن غالب ہے جبکہ وائرس کا معاملہ موہوم محض ہے۔

رابعا:۔ جس طرح پانچ سے زیادہ افراد کے جمع ہونے میں وائرس کا خطرہ ہے وہی خطرہ پانچ کے بیچ میں بھی ہے تو پھر پانچ کے سوا باقی نمازیوں کو روکنا صرف اس لئے ہوا کہ مسجد میں بھیڑ بھاڑ نہ ہو اور یہی حکومت کے لاک ڈاون اور دفعہ (۱۴۴) کے نفاد کا مقصد ہے جبکہ کراہت ازدحام سے روکنا بھی عین نماز سے روکنا ہے کہ وہ نماز کا لازم غیر منفک ہے "اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ جد الممتار میں رقم طراز ہیں "**ومعناہ ان تکون علۃ المنع ھی الصلوٰۃ نفسھا او لازمھا الغیر المنفک عنھا کالمنع کراھۃ الازدھام**" (جلد ۲ ص ۴۰۱)

خامسا:۔ فتنہ کے سبب عورتوں کو روکنا اور ایذا کے سبب موذی کو روکنا یہ متعین افراد کو روکنا ہے جبکہ وائرس کے سبب عام نمازیوں کو روکنا غیر معین افراد کو روکنا ہے۔ اس لئے یہ قیاس درست نہیں۔

سادسا:۔ عہد صحابہ سے لیکر اب تک عورتوں اور موذیوں کو روکنے کیلئے کبھی مسجد کا دروازہ بند نہیں کیا گیا جب کہ انکو روکنے کا صراحۃ حکم موجود ہے اور یہاں وائرس کو روکنے کے لیے دروازہ بند کیا جا رہا ہے حالانکہ ان افراد میں کسی کا وائرس زدہ ہونا نہ متیقن نہ مظنون۔

سابعا:۔ اسلام کے چودہ سو سالہ تاریخ میں اسلامی مما لک اور مسلم آبادیوں میں ہزاروں مرتبہ طاعون اور ہیضہ کی بیماری آئی اور بحکم حدیث نقل مکانی ممنوع مگر اس کے باوجود کبھی کسی مجتہد یا فقیہ نے مسجد کا دروازہ بند کر کے جمعہ و عیدین کی اجازت نہیں دی۔

ثامنا:۔ غیر منقسم ہندوستان میں اور موجودہ ہندوستان میں سیکڑوں مرتبہ فسادات ہوئے اور جمعہ وغیرہ میں عام نمازیوں پر دشمنوں کے سخت حملہ کے خطرہ کے باوجود علما نے کبھی مسجد کا دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی تو کورونا وائرس جیسی وہمی بیماری کے سبب دروازۂ مسجد بند کر کے جمعہ پڑھنے کی اجازت کیونکر دی جا سکتی ہے۔؟

تاسعا۔ بادشاہ اسلام اگر شہر کی مسجد میں جمعہ ادا کرے اور دشمن کے حملہ کا خوف ہو تب بھی باب مسجد بند کرنے کی اجازت نہیں ہاں! اسے حاضری مسجد سے رخصت ہوگی جبکہ قلعہ پر حملے کا خوف ہو تو باب قلعہ بند کرنے کی اجازت ہے اس سے بھی دونوں میں فرق واضح ہوگیا۔

جمعہ وعیدین کے لیے "اذن عام" کی شرط کا لحاظ کس حد تک ضروری ہے۔؟

بعض سہولت پسند علما نے لاک ڈاؤن کے زمانے میں یہ نکتہ آفرینی کی کہ جمعہ وعیدین کی اقامت کے لیے اذن سلطان یا اسکے مامور کی اجازت شرط ہے مگر اذن سلطان یا اسکے مامور کی اجازت کا حصول متعذر رہو تو بربنائے ضرورت و مجبوری عام لوگ جسے امام مقرر کر لیں اسکے پیچھے بھی جمعہ وعیدین صحیح ہے۔

التجنیس والمزید، ذخیرہ، تاتارخانیہ میں ہے "**و لو اجتمعت العامۃ علی ان یقدموا رجلا مع قیام واحد من ھٰو لاء الذین ذکرنا من غیر امرہ لم یجز، الا اذا لم یکن ثم قاض ولا خلیفۃ المیت فحینئذ جاز للضرورۃ ألا تری ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلی بالناس یوم الجمعۃ و عثمان رضی اللہ تعالی عنہ محصور لان**

الناس اجتمعوا علی علی رضی اللہ تعالی عنہ''

التجنیس والمزید لصاحب الھدایہ (ج:۲ ص:۲۰۰)۔

(ذخیرہ ص:۳۰۴)۔(تاتارخانیہ ج:۲ ص:۵۵۶)

قاضی خان، خلاصہ وغیرھا میں ہے: ''لو اجتمعت العامة علی تقدیم رجل لم یامرہ القاضی ولا خلیفة المیت لم یجز ولم یکن جمعة وان لم یکن ثم قاض ولا خلیفة المیت فاجتمعت العامة علی تقدیم رجل جاز لمکان الضرورة۔ (خلاصۃ الفتاویٰ ج:۱ ص:۲۰۸)

(فتاویٰ قاضی خان ج:۱ ص:۸۴)

تو اسی طرح لاک ڈاؤن جیسی صورت حال میں جب کہ حکومت کی طرف سے چند نمازیوں کے سوا سب پر پابندی عائد ہو اور دروازہ کھول کر نماز پڑھنے میں مسجد میں کثیر نمازیوں کے آجانے کے سبب پولیس انتظامیہ کی طرف سے قانونی کاروائی کا خطرہ ہو تو خاص اس صورت میں اذن عام کی شرط کے تحقق کے بغیر دروازۂ مسجد بند کرنے کے باوجود بھی صحت جمعہ کا حکم ہونا چاہیے اور اس لیے بھی کہ اذن عام کی شرط مسائل اجتہادیہ سے ہے مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ میں سے کسی کے نزدیک بھی صحت جمعہ کے لیے اذن عام شرط نہیں بلکہ احناف کے یہاں بھی ظاہر الروایۃ میں کہیں اس کا ذکر نہیں، نوادر میں اگر چہ یہ شرط مذکور ہے مگر اس کے باوجود مختصر القدوری، ہدایہ، شرح مختصر للکرخی، تحفۃ الملوک للرازی، خزانۃ الفقہ للامام ابی اللیث السمرقندی، المختار للفتویٰ، مجمع البحرین لابن الساعاتی، وغیرھا درجنوں معتبرات میں اس شرط کا ذکر نہیں تو کیوں نہیں بر بنائے ضرورت و مجبوری ''اذن سلطان'' کی شرط کی طرح ''اذن عام'' کی شرط کو بھی نظر انداز کر دیا جائے اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ امور مسلمین کو حتی الامکان سداد و صحت پر محمول کیا جائے۔ فتاویٰ ابن الشلبی پھر منحۃ الخالق اور ردالمحتار وغیرھا میں ہے ''امور المسلمین محمولة علی السداد و مبناها علی الصحة لا الفساد''

(فتاویٰ ابن الشلبی ص:۹)۔(ردالمحتار ج:۲ ص:۱۴۱)

(منحۃ الخالق ج:۷ ص:۸)

اور ظہیریہ میں ہے ''من فعل فعلا مجتهدا فیه او قلد مجتهدا فی فعل مجتهد فیه فلا عار ولا شناعة ولا انکار علیه'' (عقد الجید ص:۲۶)۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: علمائے محتاطین تو ایسے مسائل اجتہادیہ میں انکار بھی ضروری و واجب نہیں جانتے نہ کہ عیاذاباللہ نوبت تابہ تضلیل و اکفار'' (فتاویٰ رضویہ ج:۸ ص:۴۸۵۔)

ایک ہی مسجد میں متعدد جمعہ یا گھروں اور فلیٹوں میں جمعہ و عیدین کے قیام کا مسئلہ۔

جمعہ و عیدین کا مسئلہ عام نمازوں سے مختلف ہے جمعہ اور عیدین کو ہر شخص قائم نہیں کر سکتا، اور نہ بلا ضرورت ایک مسجد میں تکرار جمعہ جائز۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''صحت جمعہ کیلئے صرف جواز تعدد ہی کافی نہیں ع ہزار نکتۂ باریک تر زمو اینجاست۔

پر ظاہر کہ کلام اسی صورت میں ہے جبکہ پہلا جمعہ صحیح ادا ہولیا ورنہ مسجد واحد میں تعدد جمعہ کہاں اور دوسری مسجد میں اولیت کا کیا منشا تو ضرور ہے کہ پہلی نماز اسی نے پڑھائی جو اس مسجد میں اقامت جمعہ کا مالک تھا اب یہ دوبارہ وہیں جمعہ پڑھانے والا دو حال سے خالی نہیں یا اس مالک اقامت کے اذن سے پڑھائیگا یا بے اذن، اول کی طرف راہ ممنوع کہ یہاں اذن مالک نہیں مگر انابت اور بعد اسکے کہ آج کا جمعہ خود اصل پڑھا چکا اقامت شعار ہو چکی جمعۂ امروز میں انابت کے کوئی معنی نہیں کہ انابت تحصیل نا حاصل کے لیے ہوتی ہے نہ تحصیل حاصل کے واسطے نہ نائب و منیب ایک امر میں جمع ہوسکیں اور جمعۂ آئندہ کے لیے اذن جمعۂ امروزہ کا اذن نہیں

توشق ثانی ہی متعین ہوئی اور جمعہ میں غیر امام جمعہ کی امامت بے اذن امام جمعہ باطل ہے۔۔نہ اس مسجد میں آج کے جمعہ کو امام کی ضرورت نہ معدودے چند عامۂ ناس ہیں ورنہ جمعہ سے بڑھکر عیدین کبھی کسی شخص کو فوت نہ ہوں جبکہ اپنے ساتھ ایک ہی پاسکے کہ انہیں نماز مل جانی ضرورت قرار پائے اور ان میں ایک کا دوسرے کو امام عید مقرر کرلینا قائم مقام امامت سلطان اسلام ٹھہرے اور تمام مسائل کہ فوت جمعہ وعیدین پر مستبنی ہیں باطل ہو جائیں۔۔توحق یہ ہے کہ اس مسجد میں درکنار کسی دوسری مسجد میں بھی جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو خواہ مکان یا میدان میں کسی جگہ یہ لوگ جمعہ نہیں پڑھ سکتے بلکہ ظہر تنہا تنہا پڑھیں۔(ج:۳ص:۶۹۰)۔

اسی میں ہے :''جمعہ وعیدین وکسوف میں ہر شخص امامت نہیں کرسکتا بلکہ لازم ہے کہ سلطان اسلام کا مقرر کردہ یا اسکا ماذون ہو ہاں! جہاں یہ نہ مل سکے تو بضرورت عام اہل اسلام کسی کو امام مقرر کرلیں صورت سوال میں جبکہ سلطنت اسلام سقی اللہ تعالیٰ عھدھا سے بحکم حاکم شرع وہاں جمعہ قائم اور امامت خاندان امام قدیم میں مستمر و دائم ہے تو امام خود ماذن من جانب السلطان ہے اس کے ہوتے بلا مجبوری شرع عام مسلمانوں کو بھی امام جدید قائم کرنے کا اختیار نہیں لان **الخیرۃ لھم انھا یکون عند الضرورۃ لفقد الماذون فاذا وجد فلا ضرورۃ فلا خیرۃ**۔ یہاں مجبوری شرعی یہ کہ امام ماذون خود نہ رہے یا اسمیں مذہب وغیرہ کے فساد پیدا ہونے سے قابلیت امامت معدوم ہو جائے اور اس خاندان ماذون میں کوئی اور بھی صالح امامت نہ ہو، جب ان صورتوں میں سے کچھ نہ تھا اس دوسرے شخص کی امامت صحیح نہ ہوئی، اسکے پیچھے نماز عید وجمعہ باطل ہوگی، وہ سخت گناہوں کا خود بھی مرتکب ہوگا اور اتنے مسلمانوں کو بھی شدید معصیتوں میں مبتلا کرے گا، وہ دوسری مسجد کا جمعہ حرام ہوگا اور ظہر کا فرض سر پر رہیگا اور عیدین میں نماز عید باطل ہوگی، اسکا پڑھنا گناہ ہوگا، واجب عید سر پر رہ جائیگا۔(ج:۳ص:۷۰۷)۔

اسی میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :''یہ مسئلہ نہایت واجب الحفظ ہے، آج کل جہاں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے کہ جمعہ یا نماز عید نہ ملی، کسی مسجد میں ڈھائی آدمی جمع ہوئے اور ایک شخص کو امام ٹھہرا کر نماز پڑھ لی وہ نماز نہیں ہوتی اور اسکے پڑھنے کا گناہ الگ ہوتا ہے، عوام کے خیال میں یہ نمازیں بھی پنجگانہ کی طرح ہیں کہ جس نے چاہا امامت کرلی حالانکہ شرعا یہاں امام خاص اس طریق معین کا درکار ہے اسکے بغیر یہ نمازیں ہو نہیں سکتیں۔

تنویر الابصار میں ہے:

''یشترط لصحتھا السلطان او ماموره باقامتھا''

درمختار میں ہے:

''فی السراجیۃ: لو صلی احد بغیر اذن الخطیب لا یجوز۔الخ''

ردالمحتار میں ہے:

''حاصلہ انہ لا تصح اقامتھا الا لمن اذن لہ السلطان بواسطۃ او بدونھا أما بدون ذالک فلا''

تنویر ودر میں ہے:

(ونصب العامۃ) الخطیب (غیر معتبر مع وجود من ذکر) أما مع عدمھم فیجوز للضرورۃ،

انہیں کے باب العیدین میں ہے:

(تجب صلاتھما علی من تجب علیہ الجمعۃ بشرائطھا) (ج:۳ص:۷۰۷۔۷۰۸)

اسی میں ہے:''ایک مسجد میں تکرار نماز جمعہ ہرگز جائز نہیں **و قد أخطاء بعض العصریین من لکھنؤ فی تجویز ذالک مغترا بجواز التعدد کما بیناہ فی فتاوینا**، جمعہ وعیدین کی امامت مثل نماز پنجگانہ نہیں کہ جسے

چاہئے امام کر دیجئے بلکہ اس کے لیے شرط لازم ہے کہ امام ماذون من جہتہ سلطان الاسلام ہو بلا واسطہ یا بالواسطہ کہ ماذون کا ماذون ہو یا ماذون الماذون کا ماذون ہو وھلم جرا بضرورۃ او بدونھا ایضا علی اختلاف القیلین مع شرط المعلوم المبین فی کلمات العلماء الکرام یہاں تک کہ اگر بغیر اسکی اجازت کے دوسرا شخص امامت جمعہ کرے نماز نہ ہوگی۔ سراجیہ میں ہے:

لو صلی احد بغیر اذن الخطیب لا یجوز الا اذا اقتدیٰ بہ من لہ ولایۃ الجمعۃ اھ

ہاں! جہاں ماذون سلطان نہ باقی ہو وہاں بضرورۃ اقامت شعار اجتماع مسلمین کو قائم مقام اذن سلطان قرار دیا ہے یعنی مسلمان متفق ہو کر جسے امام جمعہ مقرر کرلیں وہ مثل امام ماذون من السلطان ہوجائے گا درمختار میں ہے:

نصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمھم فیجوز للضرورۃ، اور شک نہیں کہ جو امر ضرورۃ جائز رکھا گیا وہ حد ضرورت سے تجاوز نہیں کر سکتا **لما عرف من القاعدۃ المطردۃ الفقھیۃ**۔۔

اور مسجد واحد کیلئے وقت واحد میں دو امام کی ہرگز ضرورت نہیں تو جب پہلا امام معین جمعہ ہے دوسرا ضرور اسکی لیاقت سے دور وہجور تو اسکے پیچھے نماز جمعہ باطل ومحذور (ج: ۳ص: ۷۰۸)۔

اسی میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''صحت جمعہ کی شرائط سے ایک یہ بھی ہے کہ بادشاہ اسلام یا اس کا مامور اقامت کرے یعنی سلطان خود یا اس کا ماذون خطبہ پڑھے، امامت کرے اور جہاں یہ صورت متعذر ہو جیسے ان بلاد ہندوستان میں کہ ہنوز دارالاسلام ہے وہاں بضرورت نصب عامہ کی اجازت یعنی عام مسلمین جسے امام مقرر کرلیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۶۹۱)

مگر لاک ڈاؤن کے زمانے میں بہت سے شہروں سے یہ اطلاع آئی کہ چند لوگوں نے اپنے اپنے گھروں اور فلیٹوں میں بطور خود کسی کو امام مقرر کرکے جمعہ وعیدین کی نماز قائم کر لی بلکہ بعض شہروں میں ایک ہی مسجد میں متعدد بار بطور خود جمعہ قائم کرلیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھ سکیں اور بعض مفتیوں نے مجبوری کا نام دیکر جواز وصحت کا حکم بھی جاری کر دیا جبکہ جمعہ وعیدین کے قیام کیلئے اذن سلطان یا اسکے مامور کی اجازت یا بوجہ مجبوری نصب عامہ کی شرط ضروری ہے، یوہیں اذن عام کی شرط بھی مفقود تھی اور اگر مقیمین جمعہ نے کسی کو منع نہ بھی کیا ہو تب بھی اذن عام کے لئے جب اعلان واشتہار ضروری ہے اور انہوں نے چپکے چپکے جمعہ قائم کیا تو اذن عام کی شرط نہ پائی گئی اور جمعہ صحیح نہ ہوا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں'' یا نمازیوں میں وہاں اقامت جمعہ مشہور نہ تھی بطور خود ان لوگوں نے پڑھ لی اور عام اطلاع نہ ہوئی اگرچہ کسی کو آنے سے ممانعت بھی نہ کی اگرچہ لوگوں نے اور مسجدوں میں پڑھی تو ان صورتوں میں انکی نماز نہ ہوئی ،خلاصہ میں شرح جامع صغیر امام صدر شہید سے ہے'' **من جملۃ ذالک الاذن العام یعنی الاداء علی سبیل الاشتھار**۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳ص ۷۵۵)

نیز اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔''جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں، مکان میں بھی ہوسکتا ہے جبکہ شرائط جمعہ پائے جائیں اور اذن عام دے دیا جائے ،لوگوں کو اطلاع عام ہو کہ یہاں جمعہ ہوگا اور کسی کے آنے کی ممانعت نہ ہو۔ کافی امام نسفی میں ہے۔'' **السلطان اذا ارأد ان یصلی بحشمہ فی دارہ فان فتح بابھا و أذن للناس اذنا عاما جازت**،تو اگر صورت یہ تھی وہ لوگ مصیب ہوئے''۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۷۵۵)

بعض علما نے اس موقع پر یہ رائے ظاہر کی کہ لاک ڈاؤن

کے زمانے میں جبکہ حکومت کی طرف سے پانچ افراد کے سوا کسی کو مسجد میں نماز پڑنے کی اجازت نہیں تو اب وہ مسجد بندش کی جگہ ہوگئی اور اسکا حکم مثل جیل کے ہوگیا، ایسی صورت میں مقیمین جمعہ اگر چہ اپنی طرف سے کسی کو منع نہ کریں بلکہ اپنی طرف سے اذن عام کا اظہار بھی کریں وہ لفظ بے معنی ہوگا۔ لہٰذا مسجد کا دروازہ کھول کر پڑھیں یا بند کر کے بہر صورت جمعہ صحیح نہ ہوگا اور ظہر پڑھنا فرض ہوگا اور اپنی تائید میں فتاویٰ رضویہ کی یہ عبارت پیش کی ''پر ظاہر کہ تحقق معنی اذن کے لیے اس مکان کا صالح اذن عام ہونا بھی ضرور، ورنہ اگر کچھ لوگ قصر شاہی یا کسی امیر کے گھر میں جمع ہوکر باذان و اعلان جمعہ پڑھیں اور اپنی طرف سے تمام اہل شہر کو آنے کی اجازت عامہ دے دیں مگر بادشاہ، امیر کی طرف سے دروازوں پر پہرے بیٹھے ہوں عام حاضری کی مزاحمت ہوتو مقیمین کا وہ اذن عام محض لفظ بے معنی ہوگا، وہ زبان سے اذن عام کہتے اور دل میں خود جانتے ہوں گے کہ یہاں اذن عام نہیں ہوسکتا پس ما نحن فیہ میں دو باتیں محل نظر رہیں۔

اولا:۔اس قلعہ کا صالح اذن عام ہونا یعنی اگر تمام اہل شہر اسی قلعہ میں جمعہ پڑھنا چاہیں تو کوئی ممانعت نہ کرے طحطاوی میں ہے:''لو ارادوا الصلوٰۃ داخلھا ودخلوھا جمیعا لم یمنعوا''اگر ایسا ہے تو بیشک وہ قلعہ صالح اذن عام ہے، اور ایسی حالت میں دروازہ پر چوکی، پہرا ہونا کچھ مضر نہ ہوگا کہ پہرا وہی مانع ہے جو مانع دخول ہو ولھٰذا کافی میں بصورت عدم جواز صرف''اجلس البوابین''نہ فرمایا بلکہ''لیمنعوا عن الدخول''بڑھایا یوہیں رحمانیہ میں محیط سے منقول''ان اجلس البوابین علیھا لیمنعوا عن الدخول لم تجز ھم الجمعۃ'' تو صرف شوکت شاہی یا اس قانون کی رعایت کو کہ بے پاس کوئی چیز اندر سے باہر نہ جائے پہرا ہونا مکان کو صلاحیت اذن عام سے خارج نہیں کرتا، اور اگر اجازت سو پچاس یا ہزار دو ہزار کسی حد تک محدود ہے جیسا کہ بعض الفاظ سوال سے مستفاد، اگر تمام جماعات شہر جانا چاہیں نہ جانے دیں گے تو وہ مکان بندش کا ہے اس میں جمعہ نہیں ہوسکتا، بدائع میں اشتراط اذن عام کی دلیل میں فرمایا:''**تسمی جمعۃ لاجتماع الجماعات فیھا فاقتضی ان تکون الجماعات کلھا مأذونین بالحضور تحقیقا لمعنی الاسم**''(فتاویٰ رضویہ جلد ۳ صفحہ ۶۷۸)

صفوں میں ہر دو نمازی کے درمیان فاصلہ دے کر نماز قائم کرنا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکمیل صف کا نہایت اہتمام فرماتے اور اس میں کسی جگہ فرجہ چھوڑنے کو سخت ناپسند فرماتے اس باب میں متعدد حدیثیں بھی وارد ہوئیں۔

بخاری اور نسائی میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے''**اقیموا صفوفکم و تراصوا فانی اراکم من وراء ظھری**''مسند امام احمد میں حضرت امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے''**سدوا الخلل فان الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلۃ الخذف**'' اسی میں ہے 'حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے'' **راصوا الصفوف فان الشیطان یقوم فی الخلل**''نسائی میں ہے ''**راصوا صفوفکم و قاربوا بینھا و حاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی لا ریٰ الشیاطین تدخل من خلل الصف کانھاالخذف**''۔

ابوداؤد، طیالسی میں ہے''**اقیموا صفوفکم فوالذی نفسی بیدہ انی لا ریٰ الشیاطین بین صفوفکم کانھا غنم غفر**''(بحوالہ فتاویٰ رضویہ ج:۳ ص:۳۱۵)۔سنن ابو داؤد میں ہے''**اقیموا الصفوف و حاذو بین المناکب و سدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان و من وصل صفا وصلہ اللہ و من قطع**

صفا قطعه الله‘‘(ج:۲ص:۱۷۸)۔

درمختار میں ہے’’ولو وجد فرجة فی الاول لا الثانی له خرق الثانی لتقصیرهم، و فی الحدیث ، من سد فرجة غفر له‘‘ اسکے تحت ردالمحتار میں ہے’’ و فی القنیة :قام فی آخر صف و بین الصفوف مواضع خالیة فللداخل ان یمر بین یدیه لیصل الصفوف ‘‘ لانه أسقط حرمة نفسه فلا یاثم المار بین یدیه‘‘

(درمختار ج:۲ص:۳۱۲۔۳۱۳باب الاقامۃ)

فتاوی ہندیہ میں ہے’’ و ینبغی للقوم اذا قاموا الی الصلوة ان یتراصوا و یسدوا الخلل و لینوا بین مناکبهم فی الصفوف ولا باس ان یامرهم الامام بذالک کذا فی بحر الرائق وان وجد فی الصف الاول فرجة دون الصف الثانی یخرق الصف الثانی کذا فی القنیة‘‘(ج:اص:۹۸،باب الاقامۃ)

فتاوی رضویہ میں ہے’’کسی صف میں فرجہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے جب تک اگلی صف پوری نہ کرلیں صف دیگر ہرگز نہ باندھیں‘‘(ج:۳ص:۳۱۸)

مذکورہ بالا احادیث وفقہی عبارات سے واضح ہو گیا کہ صفیں سیدھی رکھنا اورخوب ملکر کھڑا ہونا واجب ہے اور صفوں کے درمیان فرجہ چھوڑنا مکروہ تحریمی اورمکروہ تحریمی کا مرتکب آثم وگنہگار ہے حتی کہ اگرصف اول میں فرجہ دیکھے تو صف ثانی کو چیر کرصف اول کا فرجہ بھر دے۔

لیکن اگر لاک ڈاؤن جیسی صورت حال پیدا ہو جائے اور حکام صفوں میں شوشل ڈسٹینسینگ(Social Distincing) کاحکم جاری کردیں اورخلاف ورزی کی صورت میں نمازیوں کوپولیس کی مار یامقدمہ وغیرہ کااندیشہ ہوتوکیا دفع حرج کے لیےشوشل ڈسٹینسینگ کےساتھ صفیں قائم کی جاسکتی ہیں؟ اورکیااس عذرومجبوری کی صورت میں بھی مکروہ تحریمی کا حکم جاری کیا جائے گا۔؟ جبکہ ارشاد خداوندی ہے’’یرید الله بکم الیسر و لا یرید بکم العسر‘‘ اور ارشاد ہوا’’ما جعل علیکم فی الدین من حرج‘‘ اور قاعدہ کلیہ ہے، المشقة تجلب التیسیر۔اور یہ بھی ضابطہ ہے کلما صاق امر اتسع۔

فقہی جزئیات کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بہت سے مقامات پرفقہاء نےمکروہ تحریمی کاحکم جاری فرمایا مگر پھر مجبوری اورعذرشرعی کے تحقق کے بعدانہیں مسائل میں رخصت و اجازت بھی مرحمت فرمائی جیسے صف میں تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہےلیکن اگراگلی صف میں جگہ باقی نہیں ہے کہ کھڑا ہو سکےتو اس عذر کےسبب تنہا کھڑا ہونا جائز ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے’’ثم الصلوٰة منفردا خلف الصف انما تکره اذا وجد فرجة فی الصف فاما اذا لم یجد فلا تکره ، لان الحال حال العذر و انها مستثناة ألا تری انها لو کانت امرأة یجب علیها ان تقوم خلف الصف لان محاذاتها الرجل مفسدة صلاة الرجل فوجب الانفراد للضرورة‘‘(ج:اص:۲۱۸)۔اور جیسے مقتدی کا در میں کھڑا ہونا،امام کا مقتدی سے بلند جگہ کھڑا ہونا، امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے مگر بر بنائے ضرورت ومجبوری رخصت اوراجازت بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں’’مقتدی کا در میں کھڑا ہونا ممنوع ہے مگر بضرورت کہ جگہ نہیں ہے یا مثلا مینہ برس رہا ہے، صحیح حدیث میں ہے’’کنا نتقی هذا علی عهد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔یہ حکم منفرد ومقتدی کے لیےتھا رہاامام اسکے لیے ہمارے امام اعظم رضی اللہ نےفرمایاہے کہ در میں کھڑے ہونا مکروہ ہے: تاتا خانیہ ودرالمختار میں امام سے ہے’’انی اکره للامام ان یقوم بین الساریتین۔

(فتاویٰ رضویہ ج:۳ص:۴۲۷)

فتاویٰ رضویہ میں ایک اور مقام پر اعلیٰحضرت فرماتے ہیں: ''وقت ضرورت امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں اور اپنے برابر کسی مقتدی کے لینے کی حاجت نہیں بلکہ دو مقتدیوں کا امام کے برابر ہونا خود مکروہ ہے امام کا محراب میں ہونا بضرورت تھا کہ مکروہ نہ رہا یہ کس ضرورت سے ہوا اور اگر زیادہ مقتدی امام کے برابر ہو جائیں تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو جائے گی محراب میں بلاضرورت کھڑا ہونا بھی ایسا ہی مکروہ بلکہ یہ سخت وشدید مکروہ وممنوع ہے۔(ج:۳ص:۳۵۵)

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ''محرابیں وہی ہیں جو وسط میں قیام امام کی علامت کے لئے بنائی جاتی ہیں باقی جو فرجے دوستون کے درمیان ہوتے ہیں در ہیں اور امام کو بلاضرورت تنگی مسجد ہر محراب و در میں کھڑا ہونا مکروہ ہے''۔(فتاویٰ رضویہ، ج:۳ص:۱۴۸)۔

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں علمائے کرام ومفتیان عظام کی بارگاہ میں چند سوالات پیش ہیں امید ہے کہ جلد از جلد انکے جوابات بھیج کر شرعی کونسل آف انڈیا کو شادکام فرمائیں گے۔

سوالات

(۱) جمعہ وعیدین کے لیے ''اذن عام'' کی شرط کا لحاظ کس حد تک لازم وضروری ہے۔؟ کیا اذن سلطان کی شرط کی طرح بر بنائے ضرورت ومجبوری ''اذن عام'' کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی لاک ڈاؤن جیسے حالات میں صحت جمعہ و عیدین کا حکم دیا جاسکتا ہے۔؟

(۲) دروازۂ مسجد کو بند کرنا ''اذن عام'' کے منافی ہے یانہیں،، کورونا وائرس کے سبب لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جبکہ حکام مسجد بند کرنے کا حکم دیں یا بھیڑ آجانے کا خطرہ ہوتو دروازۂ مسجد بند کرکے جمعہ کی اجازت دی جائے یا جمعہ کے بدلے ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے۔؟ باب قلعہ والے جزئیہ سے باب مسجد بند کرکے صحت جمعہ پر استدلال صحیح و درست ہے یا غلط وفاسد۔؟

(۳) دشمن کے خوف یا عادت قدیمہ کے سبب وقت جمعہ باب قلعہ بند ہونے سے ''اذن عام'' رہے گا یا ختم ہو جائے گا۔؟ اور اہل قلعہ کا جمعہ صحیح ہوگا یانہیں۔؟ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا موقف کیا ہے۔؟

(۴) جب حکام کی طرف سے چند نمازیوں کو چھوڑ کر عام نمازیوں کو مسجد میں جانا ممنوع قرار دے دیا جائے تو اس صورت میں مسجد کا حکم جیل جیسا ہو جائے گا یانہیں۔؟ اور دروازۂ مسجد بند کرکے جمعہ پڑھیں یا کھول کر بہر صورت کیا جمعہ صحیح ہوگا یا ظہر پڑنے کا حکم دیا جائے گا۔؟

(۵) لاک ڈاؤن جیسے حالات میں ایک ہی مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عیدین کی متعدد جماعتیں قائم کی جاسکتی ہیں یانہیں۔؟ یوہیں گھروں، فلیٹوں، اور بلڈنگوں میں جمعہ و عیدین کی اقامت ہوسکتی ہے یانہیں۔؟ اگر ہاں! تو اسکے کیا شرائط ہونگے اور بر بنائے ضرورت ومجبوری ''اذن عام'' کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی صحت جمعہ وعیدین کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے یانہیں۔؟

(۶) لاک ڈاؤن جیسے حالات میں اگر حکام صفوں میں فاصلہ رکھنے اور ہر دو نمازی کے درمیان فرجہ چھوڑنے پر مجبور کریں اور انکا حکم نہ ماننے کی صورت میں کیس، مقدمہ کا ڈر ہو یا عزت وآبرو کو خطرہ لاحق ہو تو کیا ان حالات میں صفوں میں فاصلہ رکھنے اور فرجہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی اور نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔؟

□□□

سوالنامہ: حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

از: محمد اختر حسین قادری، دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

اس وقت پورا عالم انسان عجب کشمکش اور اضطرابی کیفیت سے دوچار ہے سیاسی سماجی اور معاشی جیسے بے شمار مسائل دنیویہ کے تعلق سے اختلاف وانتشار میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف جسمانی اور بدنی امراض میں گرفتار ہے خصوصا کرونا کی وبا نے پوری انسانی آبادی کو اتھل پتھل کر رکھ دیا سپر پاور حکومتیں اس وبا کے سامنے صفر پاور دکھائی دے رہی ہیں اور اطباء اور ڈاکٹرس حضرات اپنی پوری توانائی صرف کرنے کے باوجود علاج تلاش کر کے ناکام نظر آرہے ہیں البتہ احتیاطی تدابیر اپنا کر اس وبا سے محفوظ رہنے کی تلقین بار بار کی جارہی ہے۔

ان احتیاطی تدابیر میں چہروں پر ''ماسک'' لگا کر مہلک جراثیم کو ناک اور منھ کے ذریعہ جسم کے اندر جانے سے روکنا بھی شامل ہے چنانچہ دنیا بھر کے لوگ بلاتفریق مذہب وملت اس احتیاطی تدبیر پر عمل پیرا ہیں اور ماسک لگا کر اپنا منھ اور ناک ڈھانپ کر چلتے ہیں بلکہ بعض ممالک میں حکومت کی طرف سے اس کے لگانے پر سخت قسم کی پابندی بلفظ دگر جبری قانون نافذ ہے۔

بے شمار مسلمان حالت نماز میں بھی ماسک لگائے رہتے ہیں اور اب حکومت سعودیہ نے حج وعمرہ پر جانے والوں کے لئے یہ پابندی عائد کر دی ہے کہ حج وعمرہ کرنے کی حالت میں بھی ماسک لگانا ضروری ہوگا۔ایک طرف تو دنیا کے یہ حالات ہیں اور دوسری طرف ہماری شریعت مطہرہ کے کچھ ایسے مسائل ہیں جن کی رو سے نماز اور حج وعمرہ میں ماسک لگانا ممنوع معلوم ہوتا ہے اور اس کے ارتکاب پر دم وغیرہ کا حکم نافذ ہونے کا خدشہ لاحق ہورہا ہے۔

کیونکہ شریعت طاہرہ کے مطابق حالت احرام میں منھ اور ناک چھپانا جنایت احرام میں شامل ہے،تنویر الابصار ودرمختار میں ہے''**الواجب دم علی محرم بالغ ولو ناسیا او جاھلا او مکرھا ان طیب عضوا کاملا اوستر راسه وتغطیة ربع الراس اوالوجه کالکل ولاباس بتغطیة اذنیه وقفاه ووضع یدیه علی انفه بلاثوب**''

ردالمحتار میں ہے: **کالکل ھوالمشھور من الروایة عن ابی حنیفة وھو الصحیح علی ماقاله غیرواحد شرح اللباب قوله ولاباس بتغطیة اذنیه وقفاه وکذابقیة البدن اھ قوله بلاثوب کذافی الفتح والبحروالظاھر انه لوکان الوضع بالثوب ففیه الکراھة التحریمیة فقط لان الانف لایبلغ ربع الوجه**''(کتاب الحج باب الجنایات)

فتاوی خانیہ میں ہے''**ولاباس للمحرم ان یغطی اذنیه او من لحیته مادون الذقن ولا یمسک علی انفه بثوب ولا باس بان یضع یده علی انفه ولایغطی فاه ولاذقنه وعارضه**''(خانیہ برحاشیہ ہندیہ ج:۱،ص:۲۸۹)

بہار شریعت میں ہے''مرد یا عورت نے منھ کی ٹکلی ساری یا چہارم چھپائی یا مرد نے پورا یا چہارم سر چھپایا تو چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپانے میں دم ہے اور کم میں صدقہ اور چہارم سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ ہے''سلا ہوا کپڑا پہننے میں یہ شرط نہیں کہ قصدا پہنے بلکہ بھول کر ہو یا نادانی میں بہر حال وہی حکم ہے یوہیں سر اور منھ چھپانے میں کان اور گدی کے چھپانے میں حرج نہیں یوہیں ناک پر خالی ہاتھ رکھنے میں اور اگر ہاتھ میں کپڑا ہے اور کپڑے سمیت ناک پر ہاتھ رکھا تو کفارہ نہیں مگر مکروہ و گناہ ہے۔(۶ جرم اور ان کے کفارے کا بیان)

اور اہل علم پر یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ شریعت میں اعذار کے سبب تخفیف ہو جاتی ہے خصوصا مرض کی حالت میں اور بھی زیادہ آسانی دی جاتی ہے مگر حالت احرام میں عذر کے سبب ارتکاب جنایت میں مطلقا آزادی نہیں ملتی ہے ارشاد قرآن کریم ہے''**فمن کان بینکم مریضا او به اذی من رأسه**

ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک (بقرۃ آیۃ ۱۹۶)

اسی لئے کتب فقہ میں جرم اختیاری اور جرم غیر اختیاری کہہ کر اس بات کو بتایا گیا ہے جرم بہر حال جرم ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: ''اذالبس المحرم المخیط علی الوجہ المعتاد یوما الی اللیل فعلیہ دم وان کان اقل من ذالک فصدقۃ کذا فی المحیط سواء لبسہ ناسیا او عامدا عالما او جاھلا مختارا او مکرھا ھکذا فی البحر الرائق'' (ج:۱،ص:۲۴۳)

بہار شریعت میں ہے ''محرم اگر بالقصد بلا عذر جرم کرے تو کفارہ بھی واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا لہذا اس صورت میں توبہ واجب کہ محض کفارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک توبہ نہ کرے اگر نادانستہ یا عذر سے ہے تو کفارہ کافی ہے جرم میں کفارہ بہر حال لازم ہے یاد سے ہو یا بھول چوک سے اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا معلوم نہ ہو خوشی سے ہو یا مجبورا سوتے میں ہو یا بیداری میں نشہ یا بیہوشی میں ہو یا ہوش میں اس نے اپنے آپ کیا ہو یا دوسرے نے اس کے حکم سے کیا'' (ج:۶، جرم اور ان کے کفارے)

حالت احرام میں جنایت کے ارتکاب پر کہیں دم ہے کہیں صدقہ اور کہیں صرف توبہ ہے جیسا کہ باب حج میں جنایات کے بیان میں مذکور ہے اور آپ جیسے محققین فقہا و علما سے مخفی نہیں ہے۔

یوہیں تمام کتب احناف میں مصرح ہے کہ حالت نماز میں منھ چھپانا ممنوع ہے درمختار میں ہے: ''یکرہ اشتمال الصماء والاعتجار والتلثم اھ'' (درمختار ج ۲ ص ۳۶۶)

بہار شریعت میں ہے ''یوہیں ناک اور منھ چھپانا اور بے ضرورت کھنکار نکالنا یہ سب مکروہ تحریمی ہیں'' (حصہ سوم مکروہات نماز)

فتاوی عالمگیری میں ہے ''ویکرہ التلثم وھو تغطیۃ الانف والفم فی الصلاۃ'' (ج:۱،ص:۱۰۷)

اور علت ممانعت تشبہ بالمجوس ہے کہ وہ اپنی عبادت کے وقت منھ ڈھانپ لیتے ہیں چنانچہ ردالمحتار میں ہے ''والتلثم وھو تغطیۃ الانف والفم فی الصلاۃ لانہ یشبہ فعل المجوس حال عبادتھم النیران زیلعی و نقل ط عن ابی السعود انھا تحریمیۃ اھ'' (ردالمحتار ج:۲،ص:۳۶۶)

اب کرونا سے تحفظ کے پیش نظر لوگ منھ اور ناک کو ماسک سے ڈھانپ رہے ہیں عام حالات کے علاوہ مسلمان نماز کی حالت میں بھی ماسک لگائے رہتے ہیں یہ ''ماسک'' فقہ کے مذکورہ بالا مسئلہ کے تحت آئے گا کہ نہیں آئے گا۔

اس تفصیل کے بعد آپ حضرات کی خدمت میں چند سوالات حاضر ہیں امید ہے کہ آپ اپنا قیمتی وقت نکال کر ان کا تسلی بخش جوابات دے کر امت مسلمہ کی رہ نمائی فرمائیں گے اور شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے معاون ہوں گے۔

سوالات:

(۱) حالت احرام میں ماسک لگانا چہرہ چھپانے کے حکم میں ہے یا صرف منھ اور ناک چھپانے کے حکم میں ہے تفصیل سے واضح فرمائیں۔

(۲) کرونا سے متاثر مریض حکومتی قانون کی بنا پر حج و عمرہ کے لئے نہیں جا سکتے ہیں تو جن حضرات کو حج و عمرہ کی سعادت ملے گی وہ سب بظاہر کرونا مریض نہیں ہوں گے پھر بھی ان کو ماسک لگانا ہوگا یہ جنایت اختیاریہ کے حکم میں ہے یا غیر اختیاریہ میں اور مرتکب جنایت پر کیا حکم نافذ ہوگا۔

(۳) کیا اس مسئلہ میں کسی اور دبستان فقہ سے پھول چن کر خوشبو لینے کی اجازت ہوگی۔

(۴) حالت نماز میں ماسک لگانے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں اگر پڑے گا تو کس حد تک پڑے گا۔

(۵) حالت نماز میں ماسک لگانے پر حکومت کی طرف سے جبر یا عدم جبر کی صورت میں حکم یکساں رہے گا یا فرق ہو گا۔ اس کی تفصیل کر کے حکم واضح فرمائیں۔

جزاکم اللہ خیر الجزاء

□□□

تلخیص مقالات: لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت اور اذن عام کے تحقق کا مسئلہ

از: خورشید عالم برکاتی مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ اللہ العالمین

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذہب اسلام کی نشر واشاعت کے لیے انبیائے کرام کو دنیا میں مبعوث فرمایا اور وہ اپنے فرائض انجام دیتے رہے، لیکن اللہ نے اپنے آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیج کر نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کردیا، اب اسی کام کے لیے اللہ نے علمائے ربانیین کو منتخب فرمایا اور انھیں کے سر پہ ذمہ داری ڈالی کہ نو پید مسائل کو قرآن وحدیث اور اقوالِ مجتہدین وجزئیاتِ فقہیہ کی روشنی میں حل فرما کر عوام الناس کی رہنمائی فرمائیں۔

شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا اٹھارہواں فقہی سیمینار ۵/ ۶/ ۷/ مارچ ۲۰۲۱ء بمطابق ۲۱/ ۲۲/ ۲۳/ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ بروز جمعہ، سنیچر، اتوار منعقد ہو رہا ہے، جس میں زیر بحث عنوان ''لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت اور اذنِ عام کے تحقق کا مسئلہ'' رکھا گیا ہے، اس کے مرتب حضرت مفتی شمشاد احمد صاحب جامعہ امجدیہ گھوسی ہیں، اس موضوع پر اب تک کل ۲۶/ مقالات موصول ہوئے، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مفتی شفیق احمد شریفی الہ آباد، مفتی عالمگیر صاحب راجستھان، مفتی احمد رضا صاحب امرڈوبھا، مفتی عبدالرحمن بہرائچ شریف، مفتی حبیب اللہ صاحب پچپڑوا، مفتی کمال اختر صاحب چرہ محمد پور، مفتی ابوطالب صاحب سلطان پور، مفتی ابوالحسن صاحب گھوسی، مفتی شمشاد احمد صاحب گھوسی، مفتی خورشید عالم صاحب گھوسی، مفتی انیس عالم سیوانی لکھنؤ، مفتی شاہد علی صاحب بہرائچ، مفتی صدیق حسن صاحب بہرائچ، مفتی قاضی شہید عالم صاحب بریلی شریف، مفتی جمال مصطفی صاحب گھوسی، مفتی نعیم صاحب بستی، مفتی سید محمد اکرام صاحب ممبئی، مفتی شمشاد حسین صاحب بدایوں، مفتی شیر محمد صاحب جودھپور، مفتی محمد انور نظامی، محمد شکیل بریلوی جامعۃ الرضا، سید سلیم احمد قادری گجرات، مفتی شہاب الدین صاحب براؤں شریف، مفتی مزمل برکاتی مصباحی پور بندر گجرات، مفتی محمد رفیق صاحب بریلی شریف، مفتی محمد بلال بریلی شریف، مفتی محمد عابد حسین قادی جھارکھنڈ، مفتی شہزاد عالم مصباحی بریلی شریف۔

سوال (۱):۔ جمعہ وعیدین کے لیے ''اذنِ عام'' کی شرط کا لحاظ کس حد تک لازم وضروری ہے؟ کیا اذنِ سلطان کی شرط کی طرح بربنائے ضرورت ومجبوری ''اذنِ عام'' کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی لاک ڈاؤن جیسے حالات میں صحتِ جمعہ وعیدین کا حکم دیا جاسکتا ہے؟

جواب:۔ پہلا سوال دو جز پر مشتمل ہے:

(۱) ایک اذنِ عام کی شرط کا لحاظ کس حد تک لازم وضروری ہے۔ (۲) اذنِ سلطان کی شرط کی طرح بربنائے ضرورت اذنِ عام کی شرط کے تحقق کے بغیر عیدین وجمعہ کی صحت کا حکم۔

پہلا جز: پہلے جز میں تقریباً سارے مقالہ نگار حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ اذنِ عام کی شرط ایک بنیادی شرط ہے جو ناقابل سقوط ہے، اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، کیوں کہ کتبِ فقہ میں پورے شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہے کہ جمعہ کی ادائیگی مخصوص شرائط سے مربوط ہے اور شرط کے بغیر مشروط کا وجود متصور نہیں ہوسکتا۔

بہار شریعت میں ہے: ''جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ہوگا ہی نہیں''۔

(ج:۱/ص:۷۶۳)

درمختار میں ہے: ''**السادس: الاذن العام من الامام وھو یحصل بفتح ابواب الجامع للواردین**''۔

(ج:۳/ص:۲۵)

اس سلسلے میں مفتی شمشاد صاحب فرماتے ہیں: ''کہ یہ شبہ نہ رہے کہ اذنِ عام کی شرط ظاہر الروایۃ میں مذکو رنہیں، کیوں کہ فقہی ضابطہ کے مطابق نوادر کی اس روایت پر بھی عمل واجب ہے جو ظاہر الروایۃ کے خلاف نہ ہو، اس لیے یہ شرط معمولی حیثیت کی حامل نہیں جس کو نظر انداز کر کے صحتِ جمعہ وعیدین کا فتویٰ دیا جا سکے، اس لیے عام متون میں اس شرط کو برقرار رکھا گیا ہے جب کہ متون نقلِ مذہب کے لیے وضع کیے گئے ہیں''۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: "**قلت وعدم الذکر لیس ذکر العدم ولا ریب فی العمل بروایۃ النوادر فیما لم تخالف ظاہر الروایۃ فلذا جزمت بہ المتون مع وضعھا لنقل المذھب**"۔

(جد المتار، ج:۲/ص:۴۰۰)

دوسرا جز: اس میں بھی تقریباً سبھی مقالہ نگار حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ دونوں یعنی اذنِ سلطان کی شرط، اذنِ عام کی شرط ایک جیسے نہیں بلکہ فرق ہے۔ وہ یہ کہ اذنِ سلطان کی شرط بدل چھوڑ کر مفقود ہوتی ہے، جب کہ اذنِ عام کی شرط بغیر کسی بدل کے فوت ہوتی ہے۔ لہٰذا لاک ڈاؤن میں بھی اذنِ عام کی شرط کے تحقق کے بغیر صحتِ جمعہ وعیدین کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

مفتی ابو الحسن صاحب اپنے مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں: ''اذنِ عام کا ترک اذنِ سلطان کے ترک کے مثل ہرگز نہیں، اس لیے کہ اذنِ سلطان کے فقدان کے پیشِ نظر بر بنائے ضرورت اس میں عوام مسلمین کی تعیین کو اس کے قائم مقام کر دیا گیا ہے''۔

مفتی شمشاد حسین بدایونی لکھتے ہیں: ''اذنِ سلطان اور اذنِ عام دونوں ایک جیسے نہیں، بلکہ دونوں میں مختلف جہات سے فرق وامتیازات ہیں''۔ مثلاً کہہ کر آپ نے آٹھ طرح سے فرق بیان کیا ہے، جو ان کے مقالہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''فی الواقع ادائے جمعہ کے لیے سلطان یا اس کا نائب یا ماذون یا ماذون الماذون وہلم جرا کا امامت کرنا بالاتفاق ائمۂ حنفیہ شرط ہے، کتب المذہب طافحۃ بذالک، مگر یہ ان شرائط سے ہے کہ محلِ ضرورت میں بخلفیت بدل ساقط ہو جاتی ہے، جیسے صحتِ نماز کے لیے وضو شرط ہے اور پانی پر قدرت نہ ہو تو تیمم اس کا خلیفہ وبدل ہے''۔

(ج:۳/ص:۷۱۸)

سوال (۲):۔ دروازۂ مسجد کو بند کرنا ''اذنِ عام'' کے منافی ہے یا نہیں، کورونا وائرس کے سبب لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جب کہ حکام، مسجد بند کرنے کا حکم دیں، یا بھیڑ آ جانے کا خطرہ ہو تو دروازۂ مسجد بند کر کے جمعہ کی اجازت دی جائے یا جمعہ کے بدلے ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے؟ بابِ قلعہ والے جزئیہ سے بابِ مسجد بند کر کے صحتِ جمعہ پر استدلال صحیح ودرست ہے یا غلط وفاسد؟

جواب:۔ یہ سوال تین جز پر مشتمل ہے۔ پہلے اور دوسرے جز پر تقریباً سارے مقالہ نگار حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ بلا شبہ دروازۂ مسجد بند کرنا اذنِ عام کے منافی ہے، کیوں کہ اذنِ عام کا معنی ہے جمعہ قائم کرنے والوں کی طرف سے اس شہر کے تمام اہل جمعہ کے لیے وقتِ جمعہ حاضری جمعہ کی عام اجازت ہو اور مسجد کا دروازہ بند کرنا نمازیوں کو روکنا ہے، لہٰذا وہ اذنِ عام کے منافی ہوگا۔

نیز کورونا وائرس یا کسی اور وجہ سے لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جب حکام، مسجد بند کرنے کا حکم دیں، یا بھیڑ آجانے کا خطرہ ہوتب بھی مسجد کا دروازہ بند کرکے جمعہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی، بلکہ جمعہ کے بدلے تنہا ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں مفتی شمشاد حسین بدایونی مزید فرماتے ہیں: ''مسجد کا دروازہ بند کرکے جمعہ کی نماز پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں، اگر حکام مسجد کا دروازہ بند کرنے کا حکم دیں، یا بھیڑ آجانے کا خطرہ ہوتو اس صورت میں جمعہ اور جماعت کے لیے نہ نکلا جائے، بلکہ اپنے گھر میں ظہر کی نماز تنہا پڑھ لی جائے''۔

درمختار میں ہے: **''الاذن العام وهو ان يفتح ابواب الجامع ويؤذن للناس حتى لو اجتمعت جماعة فى الجامع واغلقوا الابواب وجمعوا لم يجز''۔**

(ج:۳رص:۲۵)

ردالمحتار میں ہے: **''الاذن العام اى ان ياذن للناس اذنا عاما بان لا يمنع احدا ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذى تصلى فيه''۔** (ج:۳رص:۲۵)

تبیین الحقائق میں ہے: **''من شرط ادائها ان يأذن الامام للناس اذنا عاما حتى لو غلق باب قصره وصلى باصحابه لم يجز وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فيه يجوز''۔** (ج:۱رص:۵۳۵)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''جمعہ کی ایک شرط اذنِ عام ہے، جیل میں کوئی نہیں جاسکتا تو اس میں نمازِ جمعہ ناممکن وباطل ہے''۔(ج:۳رص:۷۴۷)

تیسرے جز میں بھی تقریباً سارے مقالہ نگار حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ قلعہ والے جزئیہ سے بابِ مسجد بند کرکے صحتِ جمعہ پر استدلال کرنا صحیح نہیں بلکہ غلط وفاسد ہے۔

مفتی عالمگیر صاحب مزید فرماتے ہیں: ''یہاں قلعہ کا دروازہ بند کرنا نمازیوں کو روکنے کے لیے نہ ہوا بلکہ دشمن کو روکنے کے لیے ہوا اور مضر نمازیوں کو روکنا ہے، نہ کہ دشمن کو روکنا، جب کہ چند نمازیوں کو مسجد میں لے کر مسجد کا دروازہ بند کرنا عام نمازیوں کو روکنے کا باعث ہوگا اور کتبِ فقہ میں صراحت ہے کہ جن کا جمعہ صحیح ہوتا ہے، ان میں سے کسی ایک فرد کا روکنا مانعِ اذنِ عام ہے''۔

مفتی شمشاد حسین بدایونی نے اس جز پر تفصیل سے بحث کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ''بابِ قلعہ والے جزئیہ سے بابِ مسجد بند کرکے صحتِ جمعہ پر استدلال درست نہیں، بلکہ غلط وفاسد ہے، چوں کہ بابِ قلعہ اور بابِ مسجد دونوں میں بڑا فرق ہے''۔

پھر آپ نے کئی طرح فرق کو ظاہر کیا جس کو ان کے مقالہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔آپ آگے تحریر فرماتے ہیں: ''قلعہ والے جزئیہ میں بھی ''اذنِ عام'' کو تمام شہریوں کے لیے مان لیا جائے تو قلعہ کا دروازہ بند کردینا اس بات کو لازم نہیں کہ یہ دروازہ نمازیوں کے لیے بند کیا گیا کہ جس کو آنا تھا وہ آگیا، اب کسی کے آنے کا ظن غالب نہیں۔ایسی صورت میں اگر قلعہ کا دروازہ بند کیا جاتا تو یہ بند کرنا عادتِ قدیمہ کے تحت ہوگا، یا پھر موذی کے دخول سے اور یہ اذنِ عام کے منافی نہیں کہ اذنِ عام پہلے سے موجود ہے۔ جب کہ مسجد کا دروازہ بند کرنے کی صورت میں اذنِ عام پہلے سے نہیں پایا جاتا، اس لیے مسجد کا دروازہ بند کرنا اذنِ عام کے منافی ہے اور یہاں نہ کسی عدو اور نہ ہی کسی موذی کا احتمال، اس لیے یہ بند کرنا نمازیوں کے لیے بند کرنا ہے، کسی موذی کے لیے نہیں''۔

مفتی شمشاد احمد مصباحی صاحب مزید فرماتے ہیں: ''کہ اولاً یہ مسئلہ خود متفق علیہ نہیں تو اسے نظیر میں پیش کرنا غلط''۔جس کی پوری تفصیل آپ نے سوالنامے کے اندر اور پھر اپنے مقالے میں تحریر کردیا جہاں دیکھا جاسکتا ہے۔

سوال (۳): ۔دشمن یا عادتِ قدیمہ کے سبب وقتِ جمعہ بابِ قلعہ بند ہونے سے اذنِ عام رہے گا یا ختم ہو جائے گا؟ اور اہل قلعہ کا جمعہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا موقف کیا ہے؟

جواب:۔ سوال نمبر ۳/دو جز پر مشتمل ہے:

پہلا جز: دشمن یا عادتِ قدیمہ کے سبب وقتِ جمعہ بابِ قلعہ بند ہونے سے اذنِ عام رہے گا یا ختم ہو جائے گا اور اہل قلعہ کا جمعہ صحیح ہوگا یا نہیں۔ **دوسرا جز:** اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت کا موقف کیا ہے۔

پہلے جز میں مقالہ نگار حضرات کے دو موقف سامنے آئے:

موقف اول: دشمن یا عادتِ قدیمہ کے سبب وقتِ جمعہ بابِ قلعہ بند ہونے سے اذنِ عام باقی رہے گا اور اہل قلعہ کا جمعہ صحیح ہوگا۔ یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کی ہے:

مفتی شمشاد حسین بدایونی، مفتی عالمگیر راجستھان، مفتی حبیب اللہ صاحب پچپڑوا، مفتی عبدالرحمن صاحب بہرائچ، مفتی محمد نعیم نظامی بستی، مفتی ابو طالب صاحب سلطان پور، مفتی کمال اختر صاحب چرہ محمد پور، مفتی جمال مصطفی گھوسی، مفتی صدیق حسن صاحب بہرائچ، مفتی شاہد علی مصباحی بہرائچ، مفتی شفیق احمد شریفی الہ آباد، مفتی شمشاد احمد صاحب گھوسی، مفتی محمد انور نظامی صاحب، مفتی عابد حسین صاحب، مفتی شہزاد عالم بریلی شریف، مفتی محمد شکیل صاحب بریلی شریف، مفتی محمد شہاب الدین صاحب، مفتی سید سلیم احمد صاحب، مفتی محمد رفیق عالم بریلی شریف، مفتی خورشید عالم برکاتی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: امام اہل سنت شرح عیون المذاہب، مجمع الانھر، درمختار، فتح المبین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں: "**الجمعة بالقلعة صحيحة وان غلق بابها لان الاذن العام مقرر لاهلها وغلقه لمنع عدو او عادة قديمة لا للمصلی**"۔ (ج:۳/ص:۶۷۹)

موقف ثانی: یہ ہے کہ دشمن یا عادتِ قدیمہ کے سبب وقتِ جمعہ بابِ قلعہ بند ہونے سے اذن عام باقی نہیں رہے گا اور اہل قلعہ کا جمعہ صحیح نہ ہوگا۔

یہ رائے مفتی قاضی شہید عالم بریلی شریف، مفتی احمد رضا امرڈوبھا، سید محمد اکرام الحق قادری ممبئی کا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "قلعہ کا صالحِ اذنِ عام ہونا یعنی اگر تمام اہل شہر اسی قلعہ میں جمعہ پڑھنا چاہیں تو کوئی ممانعت نہ کرے"۔

طحاوی میں ہے: "**لو ارادوا لصلاة داخلها ودخلوها جميعا لم يمنعوا**"۔ (ج:۳/ص:۶۷۸)

دوسرا جز: دوسرے جز میں مقالہ نگار حضرات کے دو موقف سامنے آئے:

موقف اول: اعلیٰ حضرت کا موقف اس سلسلے میں یہ ہے کہ اذنِ عام باقی رہے گا اور اہل قلعہ کا جمعہ صحیح ہوگا، جب کہ قلعہ صالحِ اذنِ عام ہو، یعنی تمام اہل شہر اسی قلعہ میں جمعہ پڑھنا چاہیں تو کوئی ممانعت نہ کرے، اگرچہ قلعہ کا دروازہ بند ہو کہ یہ دشمن کو روکنے کے لیے ہے نہ کہ نمازیوں کو روکنے کے لیے۔

یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کا ہے:

مفتی شمشاد حسین بدایونی، مفتی عالمگیر صاحب راجستھان، مفتی شاہد علی مصباحی بہرائچ، مفتی صدیق حسن قادری بہرائچ، مفتی کمال اختر صاحب چرہ محمد پور، مفتی ابو طالب سلطان پور، مفتی نعیم بستی، مفتی حبیب اللہ صاحب پچپڑوا، مفتی شمشاد احمد صاحب گھوسی، خورشید عالم برکاتی، مفتی عابد حسین صاحب، مفتی شہزاد عالم بریلی شریف، مفتی محمد شکیل صاحب بریلی شریف، مفتی سید سلیم احمد صاحب۔

مفتی شمشاد حسین بدایونی مزید فرماتے ہیں: "کہ مسئلہ دائرہ میں خاص طور سے دو باتوں کا خیال رکھا

جائے۔ اول یہ کہ قلعہ جہاں جمعہ کی نماز قائم کی جارہی ہے اذنِ عام کی صلاحیت رکھتا ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمام اہل شہر اس میں جمعہ کی نماز پڑھنا چاہیں تو کوئی ممانعت نہ کرے۔ دوم یہ کہ جب تک کسی شخص خاص کو نماز میں حاضر ہونے سے نہ روکا گیا تو بے شک جمعہ صحیح ہے''۔

آگے مزید لکھتے ہیں: ''وقتِ جمعہ اگر قلعہ کا دروازہ بند کیا گیا تو ظاہر ہے کہ یہ بند کیا جانا مقیمانِ جمعہ کی طرف سے نہیں، اس لیے اس کے صالحِ اذنِ عام کے منافی نہیں، بلکہ دشمن کو روکنے کے لیے یا عادتِ قدیمہ کے تحت ہے''۔

موقف دوم: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا موقف اس سلسلے میں یہ ہے کہ اذنِ عام ختم ہوجائے گا اور اہل قلعہ کا جمعہ صحیح نہیں ہوگا۔

یہ رائے مفتی احمد رضا امرڈوبھا، مفتی ابوالحسن صاحب گھوسی، مفتی قاضی شہید عالم صاحب بریلی شریف، مفتی رفیق عالم بریلی شریف۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''جمعہ کی ایک شرط اذنِ عام ہے، جیل میں کوئی نہیں جاسکتا تو اس میں نمازِ جمعہ ناممکن و باطل ہے''۔ (ج:۶/ص:۲۸۸)

اور اسی میں ہے: ''جب کہ قلعہ کی بندش ہے، باہر کا کوئی شخص نماز کے لیے اس میں نہیں جاسکتا تو اذنِ عام نہ ہوا اور اذنِ عام فی نفسہٖ شرطِ جمعہ ہے''۔

سوال (۴): جب حکام کی طرف چند نمازیوں کو چھوڑ کر عام نمازیوں کو مسجد میں جانا ممنوع قرار دے دیا جائے تو اس صورت میں مسجد کا حکم جیل جیسا ہو جائے گا یا نہیں؟ اور دروازۂ مسجد بند کر کے جمعہ پڑھیں یا کھول کر بہر صورت کیا جمعہ صحیح ہوگا یا ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے گا؟

جواب: اس سوال کے جواب میں دو موقف سامنے آئے:

موقف اول: جب حکام کی طرف سے چند نمازیوں کو چھوڑ کر عام نمازیوں کو مسجد میں جانا ممنوع قرار دے دیا جائے تو اس صورت میں مسجد کا حکم جیل جیسا ہوجائے گا، مسجد میں صالحِ اذنِ عام نہیں رہے گی، مسجد کا دروازہ کھول کر نماز پڑھیں یا بند کر کے، بہر صورت جمعہ صحیح نہ ہوگا، بلکہ انھیں ظہر تنہا پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔

یہ رائے مفتی عالمگیر راجستھان، مفتی شاہد علی بہرائچ، مفتی حبیب اللہ صاحب پچپڑوا، مفتی صدیق حسن بہرائچ، مفتی نعیم صاحب بستی، مفتی ابو طالب صاحب سلطان پور، مفتی قاضی شہید عالم صاحب بریلی شریف، مفتی محمد انور نظامی صاحب، مفتی عابد حسین صاحب۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''ظاہر کہ تحقیق معنی اذن کے لیے اس مکان کا صالحِ اذنِ عام ہونا ضروری ہے، ورنہ اگر کچھ لوگ قصر شاہی یا کسی امیر کے گھر میں جمع ہوکر باذان واعلان جمعہ پڑھیں اور اپنی طرف سے تمام اہل شہر کو آنے کی اجازتِ عامہ دے دیں مگر بادشاہ یا امیر کی طرف سے دروازہ پر پہرے دار بیٹھے ہوں، عام حاضری کی مزاحمت ہو تو مقیمین کا وہ اذنِ عام محض لفظ بے معنی ہوگا، وہ زبان سے اذنِ عام کہتے ہیں اور دل میں خود جانتے ہوں گے کہ یہاں اذنِ عام نہیں ہوسکتا''۔

موقف دوم: جب حکام کی طرف سے امام کے سوا کم سے کم تین عقل مند مردوں کو مسجد میں جانے کی اجازت ہو اور ان کی طرف سے اذنِ عام حاصل رہے اور مسجد کا دروازہ کھلا رکھیں یا اندر سے کنڈی نہ لگائیں تو مسجد جیل کے حکم میں نہ ہوگی اور اس میں جمعہ پڑھنا صحیح ہوگا۔ اور اگر مقیمینِ جمعہ حکام کے کہنے پر دروازہ بند کر کے جمعہ ادا کریں تو جمعہ نہ ہوگا اور مسجد کا حکم مثل جیل کے ہوگا۔

یہ رائے مندرجہ ذیل حضرات کا ہے:
مفتی ابوالحسن گھوسی، مفتی شمشاد احمد گھوسی، مفتی شمشاد

حسین بدایونی، مولانا انیس عالم سیوانی، مفتی کمال اختر چرہ محمد پور، مفتی عبدالرحمن بہرائچ شریف، مفتی خورشید عالم برکاتی گھوسی، مفتی شفیق احمد شریفی الہ آباد، مفتی محمد مزمل حسین صاحب، مفتی شہاب الدین صاحب، مفتی شکیل احمد بریلی شریف، مفتی رفیق عالم بریلی شریف، مفتی سید سلیم صاحب۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''اگر ثابت ہوجائے کہ یہ قلعہ اذنِ عام کا مکان ہے تو جب تک کسی خاص کو حاضری نماز سے ممانعت نہ تھی جمعہ بے شک صحیح ہوجاتا تھا، اب کہ اس ملازم جرنیل کو منع کیا گیا تو محلِ نظر ہے کہ یہ ممانعت ان مقیمانِ جمعہ کی طرف سے تھی یا نہیں، اگر یہ اسے جمعہ میں آنے سے منع نہیں کرتے اگرچہ اور نمازوں میں مانع ہوں، اگرچہ کرنیل نے اسے جمعہ سے بھی جبراً روکا ہو، یا وہ خود بخوفِ کرنیل نہ آتا ہو تو ان صورتوں میں بھی صحتِ جمعہ میں شک نہیں کہ جب مقیمینِ جمعہ کی طرف سے اذنِ عام اور وہ مقام بھی اذنِ عام کا صالح تو کسی شخص کو غیر جمعہ سے روکنا یا جمعہ میں اس کا خود نہ آنا، یا کسی کا جبراً اسے باز رکھنا قاطع اذنِ عام نہیں ہوسکتا، جیسے زندانی لوگ کہ ہمیشہ حضوری مساجد سے ممنوع ہوتے ہیں، یا اگر کوئی شخص بعض نمازیوں کو خاص وقتِ نماز اس لیے قید کرے کہ مسجد میں نہ جانے پائیں تو نہ یہ قادحِ اذنِ عام نہ مقیمانِ جمعہ پر اس کا الزام''۔

(ج:۳/ص:۶۷۸)

سوال (۵):۔ لاک ڈاؤن جیسے حالات میں ایک ہی مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عیدین کی متعدد جماعتیں قائم کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ یوں ہی گھروں، فلیٹوں اور بلڈنگوں میں جمعہ وعیدین کی اقامت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہاں تو اس کے کیا شرائط ہوں گے اور بربنائے ضرورت ومجبوری اذنِ عام کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی صحتِ جمعہ وعیدین کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس سوال کے جواب میں تقریباً سارے مقالہ نگار حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ صحتِ جمعہ وعیدین کی وہ تمام شرطیں جو کتبِ حنفیہ میں مذکور ہیں جب تک نہ پالی جائیں جمعہ وعیدین کی صحت کا حکم نہیں دیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا لاک ڈاؤن جیسے حالات میں ایک ہی مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عیدین کی متعدد جماعتیں قائم نہیں کی جاسکتیں۔

البتہ گھروں، فلیٹوں اور بلڈنگوں میں جمعہ وعیدین کی اقامت تو ہوسکتی ہے، مگر اس کے لیے وہی تمام شرطیں ہیں جو مسجد میں قائم کرنے کے لیے ہیں اور وہ شرطیں یہاں نہیں پائی جاتیں۔ نیز لاک ڈاؤن جیسے حالات میں بھی اذنِ عام کے تحقق کے بغیر صحتِ جمعہ وعیدین کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''ایک مسجد میں تکرار جمعہ ہرگز جائز نہیں'' **وقد اخطأ بعض العصریین من لکھنؤ فی تجویز ذالک مفترا بجواز التعدد کما بیناه فی فتاوینا**'' جمعہ وعیدین کی امامت مثل نماز پنج گانہ نہیں کہ جسے چاہیے امام کردیجیے، بلکہ اس کے لیے شرط لازم ہے''۔

اور چند سطر کے بعد اسی میں ہے: ''اور مسجد واحد کے لیے وقتِ واحد میں دو امام کی ہرگز ضرورت نہیں تو جب پہلا امام معین جمعہ ہے، دوسرا ضرور اس کی لیاقت سے دور و مہجور تو اس کے پیچھے نمازِ جمعہ باطل ومحظور''۔

اور اسی میں ہے: ''جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں، مکان میں بھی ہوسکتا ہے جب کہ شرائطِ جمعہ پائے جائیں اور اذنِ عام دے دیا جائے، لوگوں کو اطلاعِ عام ہو کہ یہاں جمعہ ہوگا اور کسی کے آنے کی ممانعت نہ ہو''۔ (ج:۳/ص:۷۵۵)

البتہ مفتی شمشاد حسین بدایونی فرماتے ہیں کہ: ''لاک ڈاؤن جیسے حالات کو ضرورت کے زمرہ میں نہیں لایا جاسکتا ہے، وہ تو محض ایک عذر ہے اور عذر کے سبب یہی سہولت ہے کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں''۔

اور آگے مزید لکھتے ہیں: ''گھروں، فلیٹوں اور بلڈنگوں میں بھی اقامتِ جمعہ وعیدین کی اجازت نہیں کہ اقامت شعار کی ضرورت پوری ہوچکی ہے اور اس لیے بھی جائز نہیں کہ گھر، فلیٹ اور بلڈنگ صالحِ اذنِ عام نہیں''۔

مفتی عالمگیر صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''یوں ہی گھروں، فلیٹوں اور بلڈنگوں میں نمازِ جمعہ وعیدین کی اقامت اذنِ عام کے عدمِ تحقق کی بنا پر نہیں ہوسکتی ہے۔ ضرورت و مجبوری کی بنا پر بھی اذنِ عام کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی صحتِ جمعہ وعیدین کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا ہے، بلکہ نمازِ ظہر تنہا تنہا پڑھیں''۔

سوال (۶):۔ لاک ڈاؤن جیسے حالات میں اگر حکام صفوں میں فاصلہ رکھنے اور ہر دو نمازی کے درمیان فرجہ چھوڑنے پر مجبور کریں اور ان کا حکم نہ ماننے کی صورت میں کیس، مقدمہ کا ڈر ہو یا عزت وآبرو کو خطرہ لاحق ہو تو کیا ان حالات میں صفوں میں فاصلہ رکھنے اور فرجہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی اور نماز بلا کراہت ہوجائے گی؟

جواب:۔ اس سوال کے جواب میں مفتی شمشاد حسین بدایونی کے علاوہ تقریباً سارے مقالہ نگار حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ صفیں سیدھی رکھنا اور خوب مل کر کھڑا ہونا واجب اور صفوں کے درمیان فرجہ چھوڑنا مکروہِ تحریمی، یہ عام حالات کے احکام ہیں۔

ہاں اگر لاک ڈاؤن جیسے حالات میں حکام صفوں میں فاصلہ رکھنے اور ہر دو نمازی کے درمیان فرجہ چھوڑنے پر مجبور کریں اور حکم نہ ماننے کی صورت میں اس بات کا یقین یا ظن غالب ہو کہ پولیس کی مار یا مقدمہ وغیرہ کا سامنا کرنا پڑے گا، یا عزت وآبرو کو خطرہ لاحق ہوگا تو صفوں میں فاصلہ رکھنے اور فرجہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی اور نماز بلا کراہت ہوجائے گی، کیوں کہ شریعت میں عذرِ شرعی اور صحیح مجبوری باعث رخصت ہے۔

مفتی شمشاد حسین بدایونی کی رائے یہ ہے: ''اس بات کا دھیان رہے کہ حکومت کی جانب سے جو گائڈ لائن جاری ہوئی، اس میں صرف دو آدمیوں کے مابین فاصلہ رکھنے کا ذکر ہے، اس میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں کہ صفوں میں فاصلہ رکھا جائے، یا دو نمازیوں کے درمیان فرجہ چھوڑا جائے۔ یہ اقدامات بر بنائے احتیاط اٹھائے گئے تھے، مگر کچھ مساجد میں ان اقدامات پر عمل کر کے انھیں لزوم کے درجہ میں کر دیا۔ جہاں تک حکومت کی گائڈ لائن پر عمل نہ کرنے کی صورت میں کیس مقدمہ کے خطرات کی بات ہے، وہ بھی موہوم ہے اور جہاں بھی اس قسم کا معاملہ پیش آیا شاذ ونادر ہے، اور علم فقہ میں ''شاذ ونادر'' پر عمل نہیں کیا جاسکتا، جب تک کہ کوئی خطرہ مظنون بظن غالب نہ ہو۔ حکومت کی سختی اور قانونی کارروائی ''اعذار'' میں سے ہے، اس لیے جہاں ایسی صورت ہو وہاں پہلے ہی رخصت ہے کہ مسجد میں جمعہ ونماز کے لیے مسجد نہ جائیں، بلکہ گھر میں پڑھیں تا کہ کسی قسم کے خطرہ سے بچا جاسکے۔ خلاصہ کلام یہ کہ صفوں کے درمیان فاصلہ اور دو نمازی کے مابین فرجہ چھوڑنے کی اجازت نہیں اور نماز با کراہت ہوگی''۔

□□□

تلخیص مقالات: حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

از: ابو یوسف محمد قادری، جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

آج ہم سب شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے اٹھارہویں فقہی سیمینار میں امت اسلمہ کو درپیش آنے والے نئے مسائل کے حل کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ یہ فقہی سیمینار جامعۃ الرضا بریلی شریف کے علامہ حسن رضا کانفرنس ہال میں ۲۱/۲۲/۲۳/ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۵/۶/۷/ مارچ ۲۰۲۱ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو منعقد ہو رہا ہے۔

یہ ناچیز ابو یوسف محمد قادری آپ کے روبرو تلخیص مقالات بعنوان "حالتِ احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت" پڑھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے، جس کو حضرت العلام مفتی محمد اختر حسین قادری مدظلہ العالی نے ترتیب دیا ہے۔

اس عنوان پر کل ۲۸/ مقالات موصول ہوئے، جو۔۔صفحات پر مشتمل ہیں، مقالہ نگار مفتیانِ کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مفتی عالمگیر جودھپور، مفتی بلال انور جامعۃ الرضا، مفتی احمد رضا امرڈوبھا، مفتی نعیم نظامی خلیل آباد، مفتی شفیق احمد شریفی الہٰ آباد، مفتی سید اکرام الحق ممبئی، مفتی شمشاد حسین بدایونی، مفتی محمد کمال اختر فیض آباد، مفتی انیس عالم سیوانی، مفتی محمد عبدالقادر باسنی، مفتی محمد ابو طالب سلطان پور، مفتی شمشاد احمد گھوسی، مفتی محمد شاہد علی بہرائچ، مفتی محمد صدیق حسن بہرائچ، مفتی محمد ابوالحسن گھوسی، مفتی جمال مصطفی گھوسی، مفتی شیر محمد جودھپور، مفتی یونس رضا اویسی کانپور، مفتی رفیق عالم بریلی شریف، مفتی عبدالرحمن بہرائچ، مفتی حبیب اللہ پچپڑوا، مفتی محمد خورشید عالم گھوسی، مفتی محمد شہاب الدین احمد نوری براؤں شریف، مفتی سید سلیم باپو گجرات، مفتی مزمل برکاتی گجرات، مفتی قاضی شہید عالم بریلی شریف، مفتی انور نظامی ہزاری باغ، مفتی محمد شہزاد عالم جامعۃ الرضا۔

سوال نمبر (۱):۔ حالتِ احرام میں ماسک لگانا چہرہ چھپانے کے حکم میں ہے یا صرف منہ اور ناک چھپانے کے حکم میں ہے؟ تفصیل سے واضح فرمائیں۔

جواب نمبر (۲):۔ مذکورہ سوال کے جواب میں مفتیانِ کرام کے تین موقف ہیں:

موقف اول:۔ حالتِ احرام میں ماسک لگانا صرف منہ اور ناک چھپانے کے حکم میں ہے، جس کے قائل مفتی محمد انور نظامی صاحب ہیں۔

موقف دوم:۔ ماسک اگر بہت بڑا ہے کہ اس کے لگانے سے صرف آنکھیں نظر آئیں اور باقی تمام چہرے کا حصہ چھپ جائے تو حالتِ احرام میں ایسے ماسک لگانے سے چہرہ چھپانے کا حکم ہوگا اور اگر بہت چھوٹی سائز کا ماسک ہے کہ صرف ناک اور منہ کے علاوہ تمام چہرہ صاف ظاہر ہوتا ہے تو ایسے ماسک لگانے سے صرف ناک اور منہ چھپانے کا حکم عائد ہوگا۔

یہ موقف مفتی محمد عبدالقادر اور مفتی احمد رضا صاحبان کا ہے۔

موقف سوم:۔ حالتِ احرام میں ماسک لگانا چہرہ چھپانے کے حکم میں ہے۔

درمختار میں ہے: "تغطية ربع الرأس او الوجه كالكل"۔ (ج: ۳/ص: ۵۷۹، باب الجنایات)

یہ موقف باقی تمام مفتیانِ کرام کا ہے۔

سوال نمبر (۲):۔ کورونا سے متاثر مریض حکومتی قانون کی بنا پر حج وعمرہ کے لیے نہیں جا سکتے ہیں، تو جن حضرات کو حج وعمرہ کی سعادت ملے گی، وہ سب بظاہر کورونا مریض نہیں ہوں گے، پھر بھی ان کو ماسک لگانا ہوگا، یہ جنایتِ اختیاریہ کے حکم میں ہے یا غیر اختیاریہ میں اور مرتکبِ جنایت پر کیا حکم نافذ ہوگا؟

جواب نمبر (۲):۔ اس سوال کے ضمن میں

مفتیانِ کرام کے چند موقف سامنے آئے:

موقف اول:۔ حالتِ احرام میں ماسک لگانا جنایتِ اختیاریہ کے حکم میں ہے، کیوں کہ یہ عذر من جہۃ العباد ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''عمل خطاً، نسیاناً، مجبوری، نیند، یا کفارہ پر عدمِ قدرت یہ عذر نہیں بن سکتے''۔

درمختار میں ہے: ''**ومن الاعذار الحمی والبرد والجرح والقرح والصداع والشقیقۃ والقمل واما الخطاء والنسیان والاغماء والاکراہ والنوم وعدم القدرۃ علی الکفارۃ فلیست باعذار**''۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۱۰/ص:۷۱۴، پوربندر)

اس موقف کے قائلین مندرجہ ذیل مفتیانِ کرام ہیں:

مفتی عالمگیر، مفتی شمشاد احمد، مفتی خورشید عالم، مفتی شمشاد حسین، مفتی محمد ابو الحسن، مفتی احمد رضا، مفتی کمال اختر، مفتی سید سلیم باپو، مفتی مزمل برکاتی، مفتی صدیق حسن، مفتی محمد شاہد علی، مفتی عبدالرحمن، مفتی انیس عالم، مفتی قاضی شہید عالم، مفتی رفیق عالم۔

موقف دوم:۔ حالتِ احرام میں ماسک لگانا جنایتِ غیر اختیاریہ ہے۔

بہارشریعت میں ہے: ''جہاں دم کا حکم ہے، وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کی سخت ایذا کے باعث ہوگا، اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں''۔

(ج:۶/ص:۷۰)

نیز ضرر وایذا کا صحیح اندیشہ ہو تو حالتِ احرام میں ماسک لگانا جنایتِ غیر اختیاریہ میں مانا جائے گا، جس طرح دشمن کے خوف سے کپڑا پہننے کی صورت میں کفارہ ہوتا ہے۔

عالمگیری میں ہے: ''**ولو حضر عدو فاحتاج الی لبس الثیاب فلبس ثم ذھب فنزع ثم عاد او کان العدو لم یبرح مکانہ فکان یلبس السلاح فیقاتل بالنہار ویبرح باللیل فعلیہ کفارۃ واحدۃ ما لم یذھب ھذا العدو**''۔ (ج:۱/ص:۲۴۳)

اس موقف کے قائلین مندرجہ ذیل مفتیانِ کرام ہیں:

مفتی حبیب اللہ، مفتی اختر حسین، مفتی شفیق احمد شریفی، مفتی انور نظامی، مفتی جمال مصطفیٰ، مفتی بلال انور، مفتی شہزاد عالم، مفتی سید اکرام الحق، مفتی محمد ابو طالب، مفتی عبدالقادر، مفتی یونس رضا، مفتی نعیم نظامی۔

اس سوال میں ایک شق یہ بھی ہے کہ مرتکبِ جنایت پر کیا حکم نافذ ہوگا۔

اس بارے میں بھی مفتیانِ کرام کے دو نظریے ہیں:

نظریۂ اول:۔ اگر محرم نے چار پہر یا اس سے زیادہ وقت ماسک پہنا تو اس پر دم واجب اور اگر چار پہر سے کم پہنا تو صدقہ۔

بہارشریعت ح:۶/ص:۱۲۹/میں ہے: ''مرد یا عورت نے منہ کی ٹکلی ساری یا چہارم چھپائی، یا مرد نے پورا یا چہارم سر چھپایا تو چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپانے میں دم ہے اور کم میں صدقہ۔ اور چہارم سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں، مگر گناہ ہے''۔

عالمگیری ج:۱/ص:۲۴۳/ میں ہے: ''**اذا لبس المحرم المخیط علی الوجہ المعتاد یوما الی اللیل فعلیہ دم وان کان اقل من ذلک فصدقۃ کذا فی المحیط سواء لبسہ ناسیا او عامدا او عالما او جاھلا مختارا او مکرھا کذا فی البحر الرائق**''۔

اس نظریہ کے قائلین یہ مفتیانِ کرام ہیں:

مفتی محمد حبیب اللہ، مفتی خورشید عالم، مفتی محمد ابوالحسن، مفتی محمد صدیق حسن، مفتی محمد شاہد علی، مفتی شمشاد حسین، مفتی کمال اختر، مفتی انیس عالم، مفتی احمد رضا، مفتی محمد عبدالرحمن، مفتی شمشاد احمد، مفتی عالمگیر، مفتی سید سلیم باپو، مفتی شہاب الدین نوری، مفتی مزمل، مفتی جمال مصطفیٰ، مفتی محمد ابو طالب، مفتی سید اکرام الحق، مفتی بلال انور، مفتی یونس رضا، مفتی شہزاد عالم، مفتی قاضی شہید عالم، مفتی رفیق عالم، مفتی نعیم نظامی۔

نظریہ دوم: ۔حالتِ احرام میں محرم کو ماسک لگانا جرم غیر اختیاریہ ہے، اس لیے مرتکب پر صرف صدقہ ادا کرنے کا حکم ہونا چاہیے۔

اس نظریہ کے قائل مفتی محمد عبد القادر اور مفتی شفیق احمد شریفی صاحبان ہیں۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ مرتکب جنایت گنہگار ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں بھی دو رائے ہے:

(۱) جن حضرات کے نزدیک حج وعمرہ کرنے والے کا حالتِ احرام میں ماسک پہننا جنایتِ اختیاریہ ہے، مرتکب جنایت کے بارے میں ان کی دو رائے ہے:

(۱) گنہگار ہوگا، کفارہ کے ساتھ توبہ بھی کرے۔

(۲) گنہگار نہ ہوگا، اس لیے اس پر توبہ واجب نہیں۔

جن حضرات کے نزدیک حالتِ احرام میں ماسک پہننا جنایتِ غیر اختیاریہ ہے، ان کے نزدیک مرتکب جنایت گنہگار نہیں۔

سوال نمبر (۳): ۔کیا اس مسئلہ میں کسی اور دبستانِ فقہ سے پھول چن کر خوشبو لینے کی اجازت ہوگی؟

جواب نمبر (۳): ۔اس بارے میں کل دو موقف سامنے آئے ہیں:

موقف اول: ۔بوجہ دفعِ حرج ظاہر الروایۃ سے عدول کی اجازت ہونی چاہیے۔

یہ موقف مفتی اختر حسین، مفتی صدیق حسن، مفتی شاہد علی، مفتی سید سلیم باپو، مفتی محمد مزمل اور مفتی انور نظامی صاحبان کا ہے۔

موقف دوم: ۔بلا ضرورت اپنے مذہب سے عدول جائز نہیں، اس لیے دوسرے دبستانِ فقہ سے پھول چن کر خوشبو لینے کی اجازت نہیں۔ کیوں کہ یہاں حالتِ احرام میں ماسک لگانے کو جنایت سے خارج کرنے کے لیے اسبابِ ستہ میں سے کسی سبب کا تحقق نہیں ہو رہا ہے۔

یہ موقف مذکورہ مفتیانِ کرام کے علاوہ تمام مفتیانِ کرام کا ہے۔

سوال نمبر (۴): ۔حالتِ نماز میں ماسک لگانے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟ اگر پڑے گا تو کس حد تک پڑے گا؟

جواب نمبر (۴): ۔حالتِ نماز میں ماسک لگانے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟ اس بارے میں مقالہ نگار حضرات کے تین قول ہیں:

قول اول: ۔حالتِ نماز میں ماسک لگانے سے نماز مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔ احادیث کریمہ اور اقوالِ فقہا سے یہی مستفاد ہے:

"عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یغطی الرجل فاہ فی الصلوۃ"۔

(ابن ماجہ کتاب الصلوۃ، باب ما یکرہ فی الصلوۃ)

اسی طرح ابوداؤد میں ہے: **"عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن السدل فی الصلوۃ وان یغطی الرجل فاہ"۔** (کتاب الصلوۃ باب السدل فی الصلوۃ)

اور مبسوط للسرخسی میں ہے: **"ویکرہ فی الصلوۃ تغطیۃ الفم"۔** (مکروہات الصلوۃ، ص: ۱۳۰)

اور بحر الرائق میں ہے: **"ومن المکروہ التلثم وھو تغطیۃ الانف والوجہ فی الصلوۃ لانہ یشبہ فعل المجوس حال عبادتھم النیران"۔**

(ج: ۲/ص: ۲۷/باب قص شعر الرأس فی الصلوۃ)

قولِ اول کے قائلین مندرجہ ذیل مفتیانِ کرام ہیں:

مفتی محمد کمال اختر، مفتی محمد شاہد علی، مفتی محمد صدیق حسن، مفتی سید سلیم باپو، مفتی محمد مزمل، مفتی محمد ابو الحسن، مفتی محمد شمشاد حسین، مفتی احمد رضا اور مفتی شہزاد عالم صاحبان۔

قولِ دوم: حالتِ نماز میں ماسک لگانے کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: ۔حکومت یا انتظامیہ کی طرف سے ماسک لگانا لازم قرار دیا گیا ہو، تو ایسی صورت میں نمازی ماسک لگانے پر مجبور ہے، لہٰذا نماز بلا کراہت ہو جائے گی۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: **"یکرہ للمصلی ان یغطی فاہ وفی الخانیۃ وأنفہ من الصلوۃ وھذا الذی ذکرنا فی**

غیر حالۃ العذر"۔ (ج:۲ رص:۱۹۹)

اور بحر الرائق میں ہے: **ان تغطیۃ الفم منھی عنھا فی الصلوۃ لما رواہ ابوداؤد وغیرہ وانما ابیحت للضرورۃ**"۔

دوسری صورت:۔ بلا عذر اور بلا مجبوری حالتِ نماز میں ماسک لگانے سے نماز مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

جیسا کہ قولِ اول کے دلائل سے اس کی وضاحت ہوتی ہے اور درمختار میں ہے: "**کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا**"۔

قولِ دوم کے قائلین یہ حضرات ہیں:

مفتی حبیب اللہ، مفتی عالمگیر، مفتی شہاب الدین، مفتی عبدالرحمن، مفتی انیس عالم، مفتی خورشید عالم، مفتی یونس رضا، مفتی بلال انور، مفتی نعیم، مفتی جمال مصطفی، مفتی ابوطالب، مفتی شفیق احمد شریفی، مفتی سید اکرام الحق، مفتی انور نظامی، مفتی اختر حسین، مفتی رفیق عالم اور مفتی شہید عالم صاحبان۔

قولِ سوم:۔ حالتِ نماز میں ماسک لگانے سے نماز بلا کراہت ہوجائے گی۔

اس لیے کہ وجہِ کراہت تشبہ بالمجوس ہے اور یہاں تشبہ نہیں پائی جارہی ہے۔

اس کے قائل مفتی شمشاد احمد اور مفتی عبدالقادر صاحبان ہیں۔

سوال نمبر (۵):۔ حالتِ نماز میں ماسک لگانے پر حکومت کی طرف سے جبر یا عدمِ جبر کی صورت میں حکم یکساں رہے گا یا فرق ہوگا؟ اس کی تفصیل کرکے حکم واضح فرمائیں۔

جواب نمبر (۵):۔ حالتِ نماز میں ماسک لگانے پر حکومت کی طرف سے جبر یا عدمِ جبر کی صورت میں مقالہ نگار مفتیانِ عظام کی تین رائیں ہیں:

رائے اول:۔ حکومت کی طرف سے جبر یا عدمِ جبر کی صورت میں حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، یعنی اگر حکومت مجبور نہ بھی کرے تو بھی نماز بلا کراہت ہوجائے گی اور اگر مجبور کرے تو دفعِ حرج تخفیف حکم کی ایک اور علت پیدا ہوجائے گی اور نماز بلا کراہت ہوگی۔

یہ رائے مفتی شمشاد احمد اور مفتی عبدالقادر صاحبان کی ہے۔

رائے دوم:۔ صورتِ مذکورہ میں حکومت کی طرف سے جبر یا عدمِ جبر میں حکم یکساں ہوگا کہ ماسک لگا کر نماز پڑھنا مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

یہ رائے مفتی شمشاد حسین، مفتی احمد رضا اور مفتی کمال اختر صاحبان کی ہے۔

رائے سوم:۔ حکومت کی طرف سے جبر واکراہ کی صورت میں ماسک لگا کر نماز پڑھی گئی تو نماز بلا کراہت ہوگئی اور اگر جبر واکراہ کے بغیر ماسک لگا کر نماز پڑھی گئی تو نماز مکروہِ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

یہ رائے مندرجہ ذیل مفتیانِ کرام کی ہے:

مفتی عالمگیر، مفتی حبیب اللہ، مفتی عبدالرحمن، مفتی شہاب الدین، مفتی انیس عالم، مفتی خورشید عالم، مفتی یونس رضا، مفتی بلال انور، مفتی نعیم، مفتی جمال مصطفی، مفتی ابوطالب، مفتی شفیق شریفی، مفتی سید اکرام الحق، مفتی شاہد علی، مفتی صدیق حسن، مفتی سید سلیم باپو، مفتی مزمل، مفتی ابو الحسن، مفتی شہزاد عالم، مفتی انور نظامی، مفتی اختر حسین، مفتی رفیق عالم اور مفتی قاضی شہید عالم۔

سب کے دلائل سوال نمبر ۴ر میں مذکور ہوئے۔

جزاکم اللہ خیر الجزاء فی الدارین

□□□

فیصلہ: لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جمعہ وعیدین کی صحت اور اذن عام کے تحقق کا مسئلہ

منعقدہ: ۲۰، ۲۱/ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۵، ۶/ مارچ ۲۰۲۱ء (نشست اول ودوم)

سوال(۱):

جمعہ وعیدین کے لیے ''اذن عام'' کی شرط کا لحاظ کس حد تک لازم وضروری ہے؟ کیا اذن سلطان کی شرط کی طرح بر بنائے ضرورت ومجبوری ''اذن عام'' کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی لاک ڈاؤن جیسے حالات میں صحت جمعہ وعیدین کا حکم دیا جاسکتا ہے؟

الجواب(۱):

بحث وتمحیص کے بعد باتفاق مندوبین یہ طے ہوا کہ صحت جمعہ وعیدین کے لئے باتفاق مشائخ حنفیہ''اذن عام'' شرط لازم ہے جس کے بغیر صحت جمعہ وعیدین کا حکم ہرگز نہیں دیا جاسکتا ہے۔ درمختار میں ہے:

''الاذن العام ای ان یاذن للناس اذنا عاما بان لا یمنع احدا ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذی تصلی فیه''(۳/ ۲۵)

فتاویٰ ولوالجیہ میں ہے:

''الاداء علی سبیل الاشتهار شرط''(۱/ ۱۵۰)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''اذن عام فی نفسہ شرط صحت جمعہ ہے، اجلۂ ائمہ کی نقل اور محرر مذہب امام محمد سے بلا خلاف منقول کہ قلعہ سے باہر بھی جمعہ ہوا اور قلعہ میں بھی سلطان نے پڑھا، اگر قلعہ میں آنے کا اذن عام دیا تھا تو دونوں جمعے صحیح ہو گئے ورنہ باہر کا جمعہ صحیح ہوا اور قلعہ کا باطل۔ اھ''(۳/ ۲۷۷)

اس شرط کا ظاہر الروایت میں مذکور نہ ہونا اور صرف نادر الروایت میں ہونا اس کی اہمیت کو کم نہیں کرے گا۔

شرح عقود رسم المفتی میں ہے:

''روی عن جمیع اصحابه من الکبار کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة قولا الا وهو روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا علیه ایمانا غلاظا فلم یتحقق اذن فی الفقه جواب ولا مذهب الاله کیف ما کان''(ص ۱۹۸)

اسی میں ہے:

''وفی الخانیة وان کانت المسئلة فی غیر ظاهر الروایة ان کانت توافق اصول اصحابنا یعمل بها''(ص ۲۲۸)

اسی میں ہے:

''وفی قضاء الفوائت من البحر ان المسئلة اذا لم تذکر فی ظاهر الروایة وتثبت فی روایة اخریٰ تعین المصیر الیها''(ص ۱۵۰)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''وقلت وعدم الذکر لیس ذکر العدم ولا ریب فی العمل بروایة النوادر فیما لم تخالف ظاهر الروایة فلذا جزمت به المتون مع وضعها لنقل المذهب''

(جد المتار، ج ۲، ص ۴۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۲):

دروازۂ مسجد کو بند کرنا ''اذن عام'' کے منافی ہے یا نہیں؟ کورونا وائرس کے سبب لاک ڈاؤن جیسے حالات میں جبکہ حکام مسجد بند کرنے کا حکم دیں یا بھیڑ آجانے کا خطرہ ہو تو دروازۂ مسجد بند کر کے جمعہ کی اجازت دی جائے یا جمعہ کے

بدلے ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے؟ باب قلعہ والے جزئیہ سے باب مسجد بند کر کے صحت جمعہ پر استدلال صحیح و درست ہے یا غلط و فاسد؟

الجواب(۲):

باتفاق رائے طے ہوا کہ ائمہ احناف نے "اذن عام" کی تشریح کرتے ہوئے اس کا معنیٰ "دروازہ کھلا رکھنا" بتایا ہے اس لئے دروازۂ مسجد کو بند کرنا بلاشبہ اذن عام کے منافی ہے۔ مجمع الانھر میں ہے:

"والاذن العام وھو ان یفتح ابواب الجامع للواردین "(۱/۳۶)

بہارشریعت میں ہے:

"اگر جامع مسجد میں، جب لوگ جمع ہو گئے، دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا، نہ ہوا"(۴/۹۹)

اور دروازۂ مسجد بند کرنے کی **متعدد صورتیں** ہیں:

(۱) دروازۂ مسجد کو مقیمین جمعہ نے خود بند کیا خواہ حکام کے حکم پر یا بھیڑ آجانے کے خطرہ کے سبب تو اب ان کا جمعہ صحیح نہیں ہوگا لہذا انہیں جمعہ کی اجازت نہیں بلکہ تنہا تنہا نماز ظہر پڑھیں۔ ردالمحتار میں ہے:

"المراد الاذن من مقیمھا کما فی البرجندی من انہ لو اغلق جماعۃ باب الجامع وصلوا فیہ الجمعۃ لایجوز "(۳/۲۵)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"اذن انہی لوگوں کا شرط ہے جو اس جمعہ کی اقامت کرتے ہیں"(۳/۶۷۸)

(۲) مسجد کا دروازہ حکومتی عملہ یا مسجد میں موجود مصلیان جمعہ کے علاوہ کسی اور نے بند کر دیا تو اب ان مصلیان جمعہ کا جمعہ صحیح ہوگا کہ ان کی طرف سے ممانعت نہیں۔

(۳) مسجد کا دروازہ مقیمین جمعہ کے کہنے پر غیر مقیمین نے بند کیا تو اس صورت میں بھی جمعہ صحیح نہ ہوگا اور انہیں نماز ظہر پڑھنی ہوگی اور باب قلعہ کے بند کر دینے کی صورت میں صحت جمعہ کے قول سے استدلال کرنا کہ باب مسجد بند کرنے کی صورت میں بھی جمعہ صحیح ہے، غلط اور فاسد ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم!

سوال(۳):

دشمن کے خوف یا عادت قدیمہ کے سبب وقت جمعہ باب قلعہ بند ہونے سے "اذن عام" رہے گا یا ختم ہو جائے گا؟ اور اہل قلعہ کا جمعہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا موقف کیا ہے؟

الجواب(۳):

بحث و مذاکرہ اور اس مسئلہ سے متعلق عبارات فقہیہ میں کامل غور و خوض کے بعد مندوبین کرام نے اس امر پر اتفاق کیا کہ دشمن کے خوف یا عادت قدیمہ کے سبب وقت جمعہ باب قلعہ بند ہونے سے اذن عام ختم ہو جائے گا اور اس قلعہ کا جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کا یہی موقف ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم!

سوال(۴):

جب حکام کی طرف سے چند نمازیوں کو چھوڑ کر عام نمازیوں کو مسجد میں جانا ممنوع قرار دے دیا جائے تو اس صورت میں مسجد کا حکم جیل جیسا ہو جائے گا یا نہیں؟ اور دروازۂ مسجد بند کر کے جمعہ پڑھیں یا کھول کر بہر صورت کیا جمعہ صحیح ہوگا یا ظہر پڑھنے کا حکم دیا جائے گا؟

الجواب(۴):

بحث و مباحثہ اور طویل مذاکرہ کے بعد یہ طے ہوا کہ مسجد میں عام نمازیوں کو جانے سے ممانعت کے سبب مسجد کا حکم جیل جیسا نہیں ہوگا اور اگر مقیمین جمعہ دروازہ بند کر کے جمعہ

پڑھیں گے تو جمعہ صحیح نہیں ہوگا اور اگر وہ دروازہ خود بند نہ کریں نہ خود بند کرائیں تو جمعہ صحیح ہوگا اور ظہر پڑھنے کا حکم نہ ہوگا۔

ردالمحتار کی عبارت گزری کہ:

"المراد الاذن من مقیمها کما فی البرجندی من انه لو اغلق جماعة باب الجامع و صلوا فیه الجمعة لا یجوز" (۳/۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم!

سوال(۵):

لاک ڈاؤن جیسے حالات میں ایک ہی مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عیدین کی متعدد جماعتیں قائم کی جاسکتی ہیں یا نہیں؟ یوں ہی گھروں، فلیٹوں اور بلڈنگوں میں جمعہ و عیدین کی اقامت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہاں! تو اسکے کیا شرائط ہونگے اور بربنائے ضرورت و مجبوری "اذن عام" کی شرط کے تحقق کے بغیر بھی صحت جمعہ و عیدین کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب(۵):

لاک ڈاؤن جیسے حالات میں ایک ہی مسجد میں متعدد بار جمعہ یا عیدین کی متعدد جماعتیں قائم کرنا مقصود اقامت جمعہ کو فوت کرنا ہے اور عام حالات میں شرائط جمعہ کا لحاظ نہ رکھنے کے سبب جمعہ کا ہی فوت کرنا ہوگا۔ لہٰذا اس کی اجازت نہیں اور صحت جمعہ کے لئے مسجد شرط نہیں لہٰذا گھر، فلیٹ وغیرہ میں بھی شرائط جمعہ پائے جانے کی صورت میں جمعہ صحیح ہوگا مگر لاک ڈاؤن جیسے حالات میں گھر اور فلیٹ میں اقامت جمعہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم!

سوال(۶):

لاک ڈاؤن جیسے حالات میں اگر حکام صفوں میں فاصلہ رکھنے اور ہر دو نمازی کے درمیان فرجہ چھوڑنے پر مجبور کریں اور انکا حکم نہ ماننے کی صورت میں کیس، مقدمہ کا ڈر ہو یا عزت و آبرو کو خطرہ لاحق ہو تو کیا ان حالات میں صفوں میں فاصلہ رکھنے اور فرجہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی اور نماز بلا کراہت ہوجائے گی؟

الجواب(۶):

نماز میں تسویہ اور اتصال صفوف نہایت اہم ہے، اس کا ترک حرام و گناہ ہے مگر یہ واجبات صفوف سے ہے اس لئے لاک ڈاؤن جیسے حالات میں اگر حکام صفوں میں فاصلہ رکھنے اور ہر دو نمازی کے درمیان فرجہ چھوڑنے پر مجبور کریں اور ان کا حکم نہ ماننے کی صورت میں کیس، مقدمہ کا ڈر ہو یا عزت و آبرو کو خطرہ لاحق ہو تو صفوں میں فاصلہ رکھنے اور فرجہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی اور نماز بلا کراہت ہوجائے گی اور اس نماز کے اعادہ کا حکم نہ ہوگا۔ عمدۃ القاری میں ہے:

"الامر بتسویة الصفوف، وهی من سنة الصلاة عند ابی حنیفة والشافعی ومالک، وزعم ابن حزم انه فرض، لأن اقامة الصلاة فرض، وماکان من الفرض فهو فرض قال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "فان تسویة الصف من تمام الصلاة" فان قلت: الاصل فی الامر الوجوب ولا سیما فیه الوعید علی ترک تسویة الصفوف، فدل علی انها واجبة، قلت: هٰذا الوعید من باب التغلیظ والتشدید تاکیدا و تحریضا علی فعلها، کذا قاله الکرمانی: ولیس بسدید، لأن الامر المقرون بالوعید یدل علی الوجوب، بل الصواب ان یقول: فلتکن التسویة واجبة بمقتضی الامر، ولٰکنها لیست من واجبات الصلاة بحیث انه اذا ترکها فسدت صلاته او نقصتها، غایة ما فی الباب اذا ترکها یأثم" (۴/۳۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم!

□□□

فیصلہ: حالت احرام اور نماز میں ماسک لگانے کی شرعی حیثیت

منعقدہ: ۲۱/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۶/مارچ ۲۰۲۱ء (نشست سوم)

سوال(۱):

حالت احرام میں ماسک لگانا چہرہ چھپانے کے حکم میں ہے یا نہیں؟ تفصیل سے واضح فرمائیں۔

الجواب(۱):

باتفاق مندوبین طے ہوا کہ ماسک لگانے سے کم ازکم چوتھائی چہرہ چھپانا متحقق ہے لہٰذا چہرہ پر ماسک لگانے سے چوتھائی چہرہ چھپانے کا حکم نافذ ہوگا۔ درمختار میں ہے: "**تغطية ربع الراس او الوجه كالكل**" (۳/۵۷۹)

اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر محرم بالقصد بلا عذر چہرہ پر ماسک لگائے گا تو اس پر کفارہ واجب ہے اور وہ گنہگار بھی ہوگا۔ لہٰذا ادائیگی کفارہ کے ساتھ اس پر توبہ بھی واجب ہوگی۔ بہار شریعت میں ہے:

"محرم اگر بالقصد بلا عذر جرم کرے تو کفارہ واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا لہٰذا اس صورت میں توبہ واجب کہ محض کفارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک توبہ نہ کرے" (۱/۱۱۶۲)

سوال(۲):

کورونا سے متاثر مریض حکومتی قانون کی بنا پر حج وعمرہ کے لئے نہیں جاسکتے ہیں تو جن حضرات کو حج وعمرہ کی سعادت ملے گی وہ سب بظاہر کورونا مریض نہیں ہوں گے پھر بھی ان کو ماسک لگانا ہوگا، یہ جنایت اختیاریہ کے حکم میں ہے یا غیر اختیاریہ میں؟ اور مرتکب جنایت پر کیا حکم نافذ ہوگا؟

الجواب(۲):

بالقصد بلا عذر ارتکاب جنایت میں کفارہ اور توبہ دونوں واجب ہیں، اگر حکومت کے جبری قانون کے سبب لگایا تو گناہ نہیں ہو مگر کفارہ دینا ہوگا اور جب تک اس خوف سے لگائے رہے گا ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اگر چہ وقتاً فوقتاً اتار لیتا ہو۔ اس کی نظیر خوف دشمن کے سبب کپڑا پہننے اور اتارنے کا مسئلہ ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

"**واذا حضره العدو فاحتاج الى اللبس للقتال ايام يلبسها اذا خرج وينزعها اذا رجع فعليه كفارة واحدة ما لم يذهب هٰذا العدو فان ذهب وجاء عدو غيره لزمه كفارة اخرىٰ**" (۳/۵۱۲)

اور اگر صرف حفاظتی تدبیر کے پیش نظر اپنی مرضی سے لگایا تو اس صورت میں کفارہ بھی ہوگا اور گناہ بھی ہوگا جس سے توبہ واجب ہے اور ادائیگی کفارہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایک پورا دن یا کامل رات لگائے رکھا تو خاص حدود حرم میں ایک قربانی کرنی ہوگی اور اگر اس سے کم وقت تک لگایا تو صدقہ فطر کی طرح خاص صدقہ ہی دینا واجب ہوگا یعنی دو کلو پینتالیس گرام گیہوں یا اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"عذر و بے عذر میں اتنا فرق ہے کہ اگر بے عذر ایک دن کامل یا ایک رات کامل یا اس سے زائد سر چھپا رہا تو خاص حرم میں ایک قربانی ہی کرنی ہوگی جب چاہے کرے دوسرا طریقہ کفارہ کا نہیں اور عذر مثلاً بخار یا سردی یا زخم یا درد کے سبب اتنی مدت چھپایا تو اختیار ہوگا حرم میں قربانی کرے یا جہاں چاہے جب چاہے تین صاع گیہوں یا مثلاً چھ صاع جو چھ مسکینوں کو دے یا تین روزے جس طرح چاہے رکھ لے اور اگر کامل دن یا رات کی مدت سے کم چھپا رہا اگر چہ کتنی ہی تھوڑی دیر کو تو بے عذری کی صورت میں صدقہ فطر کی طرح خاص صدقہ ہی لازم ہوگا یعنی نیم صاع گیہوں یا مثلاً ایک صاع جو کہ جہاں چاہے دے اور بصورت عذر مختار ہوگا چاہے یہ صدقہ دے یا ایک روزہ

جہاں چاہے رکھ لے“(۴/ ۶۸۷،۶۸۸)

تنویر الابصار اور درمختار میں ہے:

”الواجب دم علی محرم بالغ ولو ناسیا او جاهلا او مکرها ان طیب عضوا کاملا او ستر راسه وتغطیة ربع الراس او الوجه کالکل ولا بأس بتغطیة اذنیه وقفاه ووضع یدیه علی انفه بلاثوب“

اور اس کے تحت ردالمحتار میں ہے:

”کالکل هو المشهور من الروایة عن ابی حنیفة وهو الصحیح علی ما قاله غیر واحد شرح اللباب قوله ولا بأس بتغطیة اذنیه وقفاه کذا بقیة البدن اه“

”بلاثوب کذا فی الفتح والبحر والظاهر انه لو کان الوضع بالثوب ففیه الکراهة التحریمة فقط لان الانف لا یبلغ ربع الوجه“ (کتاب الحج باب الجنایات، ۳/۵۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

سوال(۳):

کیا اس مسئلہ میں کسی اور دبستان فقہ سے پھول چن کر خوشبو لینے کی اجازت ہوگی؟

الجواب(۳):

جملہ مندوبین کرام اس امر پر متفق ہیں کہ اگر چہ عند الضرورۃ تقلید غیر جائز ہے مگر مسئلہ مبحوث عنہا میں مذہب حنفی سے عدول کرنے کی کوئی حاجت وضرورت نہیں پائی جا رہی ہے لہٰذا کسی اور دبستان فقہ سے پھول چن کر خوشبو لینے کی اجازت نہیں ہے۔

سوال(۴):

حالت نماز میں ماسک لگانے سے نماز کی صحت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟ اگر پڑے گا تو کس حد تک پڑے گا؟

الجواب(۴):

جملہ مفتیان کرام اور مندوبین حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ ارشاد حدیث پاک کے سبب حالت نماز میں ناک و منھ چھپانا مکروہ تحریمی ہے اور فقہائے کرام نے اس کی علت تشبہ بالمجوس قرار دیا ہے۔

مبسوط للامام السرخسی میں ہے:

”ویکره فی الصلاة تغطیة الفم لحدیث ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نهیٰ عن ان یغطی المصلی فاه ولانه ان غطاه بیده فقد قال: کفوا ایدیکم فی الصلاة وان غطاه بثوب فقد نهیٰ عن التلثم فی الصلاة وفیه تشبه بالمجوس فی عبادتهم النار“ (۲/۳۱، مکروہات الصلاۃ)

چونکہ حدیث پاک میں حالت نماز میں بلاعذر منھ چھپانے کی ممانعت مراد ہے اور سبب کراہت وممانعت تشبہ بالمجوس بھی ہے، اس لئے بلاوجہ ماسک لگا کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم!

سوال(۵):

حالت نماز میں ماسک لگانے پر حکومت کی طرف سے جبر یا عدم جبر کی صورت میں حکم یکساں رہے گا یا فرق ہو گا؟ اس کی تفصیل کر کے حکم واضح فرمائیں۔

الجواب(۵):

جملہ مندوبین اس امر پر متفق ہیں کہ جبر واکراہ کے سبب منھ پر ماسک لگانا مکروہ تحریمی نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی کورونا سے تحفظ کی نیت سے ماسک لگائے تو اس میں تشبہ بالمجوس اور کراہت تحریمی نہیں مگر بلا جبر واکراہ کی صورت میں کراہت ضرور ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم!

□□□